﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد12

جمعۃ المبارک 23/دسمبر2005ء

20/ذوالقعدہ 1426ہجری قمری ۞ 23/فتح 1384 ہجری شمسی

شمارہ 51

بھوک سے پناہ مانگنے کی دعا

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے۔

اے اللہ میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ یہ بہت ہی برا ساتھی ہے۔ اور میں تجھ سے خیانت سے بھی پناہ مانگتا ہوں کیونکہ اس سے سے برا انسان کا دوست کوئی اور نہیں ہوسکتا۔

(سنن ابی داؤد تقریع ابواب الوتر باب الاستعاذۃ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

ایک طرف انبیاء ورُسل اور خدا تعالیٰ کے مامورین اہل دنیا سے نفور ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف مخلوق کے لئے ان کے دل میں اس قدر ہمدردی ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس کے لئے بھی خطرہ میں ڈال دیتے ہیں۔

مخلوق تو انہیں کاذب اور مفتری کہتی ہے اور وہ مخلوق کے لئے مرتے ہیں اور اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

”دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے مامور کرنا چاہا اور فرعون کی طرف ہدایت اور تبلیغ کی خاطر بھیجنے کی بشارت دی تو انہوں نے عذر شروع کر دیا کہ مَیں نے اُن کا خون کیا ہوا ہے، بھائی کو بھیج دیا جاوے۔ یہ کیا بات تھی؟ یہ ایک قسم کا استغناء اور اہل عالم سے الگ رہنے کی زندگی کو پسند کرنا تھا۔ یہی استغناء ہر مامور اور مرسل کو ہوتا ہے اور وہ اس تنہائی کی زندگی کو پسند کرتا ہے اور یہی ان کے اخلاص کا نشان ہوتا ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے لئے منتخب کرتا ہے کیونکہ وہ ان کے دل پر نظر کر کے خوب دیکھ لیتا ہے کہ اس میں غیر کی طرف قطعاً توجہ نہیں ہوتی اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور تعمیلِ امرِ ہی کو اپنی زندگی اور حیات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

آں کس کہ تُرا شناخت جہاں را چہ کُند — فرزند و عیال و خانماں را چہ کُند

دیوانہ کُنی و ہر دو جہانش بخشی — دیوانۂ تو دو جہاں را چہ کُند

اس کے دل میں بڑا بننے سے طبعاً نفرت اور کراہت ہوتی ہے۔ مگر وہ لوگ جو خود اس قسم کی کبریائی کی بیہودہ خواہشوں کے غلام اور اسیر ہوتے ہیں وہ اپنے نفس پر قیاس کر کے ان کی نسبت بھی یہی سمجھتے ہیں کہ وہ بڑا بننے کی خواہشوں سے ایسے دعوے کرتے ہیں حالانکہ وہ اتنا نہیں دیکھتے کہ ان کا دعویٰ تو ان پر ایک آفتوں اور مصائب کا طوفان لے آتا ہے اور ان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے۔ ہر طرف سے ان کی مخالفت کے لئے ہاتھ اور زبان چلتی ہے اور کوئی دقیقہ اُن کو دُکھ دینے میں اٹھا نہیں رکھا جاتا۔ پھر یہ کیسی بے انصافی اور ظلم ہے کہ ان کی نسبت یہ وہم کیا جاوے کہ وہ خواہش کبریائی سے ایسا کرتے ہیں۔ یہ بہتان عظیم ہے۔ وہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا جلال اور اس کی عظمت کے اظہار اور اس کی کبریائی کے اعلان کو پسند کرتے ہیں اور ان کے لئے اپنی جان ایک جان کیا ہزار جان بھی دینے کو تیار ہوتے ہیں۔ افسوس اہل دنیا ان کے حالات سے بے خبر اور ناواقف ہوتے ہیں۔ اس لئے اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مصالح پسند فرماتے ہیں کہ ان کو باہر نکالا جاوے اور وہ دنیا کے سامنے نکلیں اور وہ خدا جو اہل دنیا سے مخفی ہوتا ہے ان کے وجود میں نظر آوے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ جس چیز سے انسان نفرت کرتا ہے وہی اس کو دیتا ہے اور جس کی طرف بھاگتا ہے اس سے محروم کیا جاتا ہے۔ انبیاء و رسل کا گروہ ہرگز ہرگز اپنی جاہ وحشمت کو نہیں چاہتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے مصالح کی بنا پر انہیں عطا کرتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر گزرے ہیں اور اس لحاظ سے ان سب کو گویا ایک ہی سمجھو کیونکہ سب کے ساتھ ایک ہی معاملہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن میں سے کسی ایک کو بھی ذلیل اور خوار نہیں کیا اس لئے کہ اُن کی ذلّت اللہ تعالیٰ کی ذلّت ہے۔ (تَعَالٰی شَانُہٗ)۔ جو لوگ ان کے خلاف کرتے ہیں اور مخلوق کو عظمت دیتے ہیں گویا اللہ تعالیٰ کی کبریائی کی رِدا مخلوق کو پہناتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں مرْدود ہوتے ہیں۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایک طرف انبیاء ورُسل اور خدا تعالیٰ کے مامورین اہل دنیا سے نفور ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف مخلوق کے لئے ان کے دل میں اس قدر ہمدردی ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس کے لئے بھی خطرہ میں ڈال دیتے ہیں اور خود ان کی جان جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف میں فرماتا ہے ﴿لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ﴾ (الشعراء:4) یہ کس قدر ہمدردی اور خیر خواہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں فرمایا ہے کہ تُو ان لوگوں کے مومن نہ ہونے کے متعلق اس قدر ہم ّوغم نہ کر۔ اس غم میں شاید تو اپنی جان ہی دے دے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمدردیٔ مخلوق میں کہاں تک بڑھ جاتے ہیں۔ اس قسم کی ہمدردی کا نمونہ کسی اَور میں نہیں پایا۔ یہاں تک کہ ماں باپ اور دوسرے اقارب میں بھی ایسی ہمدردی نہیں ہوسکتی۔

مخلوق تو انہیں کاذب اور مفتری کہتی ہے اور وہ مخلوق کے لئے مرتے ہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ یہ ہمدردی والدین میں بھی نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ وہ جب دیکھتے ہیں کہ اولاد سرکش اور نافرمان ہے یا اَور نقص اس میں پاتے ہیں تو آخر اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ مگر انبیاء ورسل کی یہ عادت نہیں۔ وہ مخلوق کو دیکھتے ہیں کہ اُن پر حملہ کرتی اور ستاتی ہے لیکن وہ اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی ہدایت کے لئے اس قدر دعا کرتے تھے جس کا نمونہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے دل میں ایک پیاس لگا دی تھی کہ لوگ مسلمان ہوں اور خدائے واحد کے پرستار ہوں۔

جس قدر کوئی نبی عظیم الشّان ہوتا ہے اسی قدر یہ پیاس زیادہ ہوتی ہے اور یہ پیاس جس قدر تیز ہوتی ہے اسی قدر جذب اور کشش اس میں ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم الانبیاء اور جمیع کمالات نبوت کے مظہر تھے اسی لئے یہ پیاس آپؐ میں بہت زیادہ تھی۔ اور چونکہ یہ پیاس بہت تھی اسی وجہ سے آپ میں جذب اور کشش کی قوت بھی تمام راستبازوں اور ماموروں سے بڑھ کر تھی۔ جس کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ آپؐ کی زندگی ہی میں کل عرب مسلمان ہوگیا۔ یہ کشش اور جذب جو مامورین کو دیا جاتا ہے وہ مستعد دلوں کو تو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور ان لوگوں کو جو اس سے حصہ نہیں رکھتے دشمنی میں ترقی کرنے کا موقعہ دیتا ہے۔

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست — در باغ لالہ روید و در شورہ بوم وخس

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ419-421 جدید ایڈیشن)

۞۞۞۞۞۞۞

اداریہ

گلشن احمدؑ میں چلی بادِ بہار

اللہ تعالیٰ کے اس فضل و احسان پر جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے کہ اس نے اپنے کرم سے چودہ سال کے وقفہ کے بعد ایک دفعہ پھر افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کو یہ پُرمسرت و مُبارک ایّام لوٹائے ہیں کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے مرکز اور حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے مولد و مسکن قادیان دارالامان میں خلیفۃ المسیح کا ورود مسعود ہوا ہے۔ ؎

گلشن حضرت احمد میں چلی بادِ بہار   ابرِ رحمت سے برسنے لگے پیہم انوار
بچے ہنستے ہیں خوشی سے تو بڑے ہی دلشاد   جذبۂ شوق کے ظاہر ہیں جبیں پر آثار
تازگی آ گئی چہروں پہ کھلے جاتے ہیں   دل کی حالت کا زباں کر نہیں سکتی اظہار

نور می بارد و شاداں در و سقف و دیوار

اس سے قبل جب 1947ء میں تقسیم ہندوستان کے وقت نہایت مخدوش حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے قادیان سے ہجرت فرمائی تو پھر چوالیس سال کے انقطاع کے بعد 1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ قادیان میں تشریف لائے تھے۔ وہ دن بھی نہ صرف اہلِ قادیان و ہندوستان بلکہ تمام افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے بے حد خوشی و مسرّت کا موجب اور تاریخی اہمیت کے حامل دن تھے۔ اور اب سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دارالمسیح میں بابرکت آمد سے بھی دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کروڑوں عشاقان خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کے دل روحانی مسرت و شادمانی کی ایک عجب کیفیت میں مخمور اور اپنے مولا کے احسانات پر جذبۂ تشکر و امتنان سے معمور ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا دارالمسیح میں یہ قیام بیحد مبارک فرمائے۔ آپ کی تمام مہمات دینیہ عالیہ میں آپ کی غیر معمولی نصرت و تائید فرمائے۔ آپ کی دیار مقدسہ میں کی جانے والی تمام دعاؤں کو اپنے فضل سے خاص قبولیت کا شرف بخشے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اغراض کو پورا کرنے اور عالمگیر غلبۂ اسلام کی رفیع الشان مہمات میں آپ کو جلد جلد اور عظیم الشان روحانی فتوحات سے نوازے۔ آمین

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس جانشینی کی مسند جلیلہ پر متمکن ہونے کے صرف دو سال آٹھ ماہ کے عرصہ میں حضور ایدہ اللہ کا قادیان میں ورود مسعود اور قادیان کی مقدس بستی میں جماعت کے 114ویں جلسہ سالانہ میں آپ کی بابرکت شمولیت، زمین کے اطراف و جوانب سے دور دور کے علاقوں سے طویل اور مشکل اور صبر آزما مسافتیں طے کر کے مختلف رنگوں اور نسلوں اور قومیتوں سے تعلق رکھنے والے اور مختلف زبانیں بولنے والے ہزارہا احمدیوں کا اپنے امام کی زیارت اور ملاقات کے شوق میں عشق و محبت اور اخلاص و وفا کے جذبہ سے سرشار ہو کر ان مبارک ایام میں سرزمین قادیان میں جمع ہونا، اور روحانی اخوت و مودّت اور دعاؤں کے خاص ماحول میں اس مقدس بستی میں خلیفۃ المسیح کی بابرکت موجودگی میں چند دن صرف کرنا، اور پھر قادیان سے ایم ٹی اے کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے خطبات و خطابات کے دلکش مناظر اور آپ کی زندگی بخش آواز کا بیک وقت اور براہ راست تمام عالم میں سنایا اور دکھایا جانا، یہ سب کچھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کئے گئے اللہ تعالیٰ کے بہت سے عظیم الشان وعدوں کے نئے رنگ میں اور نئی شان کے ساتھ ایفاء اور اسلام احمدیت کی ترقی اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید اور اس کے بے انتہا فضلوں اور رحمتوں کا مظہر، غیر معمولی اہمیت کا حامل تاریخ ساز واقعہ ہے۔ اس کے ثمرات و برکات کا سلسلہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آنے والے سالوں اور صدیوں میں بہت دور تک چلتا چلا جائے گا۔

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اپنے پیارے امام مؤید و منصور من اللہ سیدنا مسرور کی قادیان میں موجودگی کے دوران آپ کی زیارت و ملاقات کا شرف پانے اور بلا واسطہ آپ کے کلمات طیبات سے مستفیض ہونے، آپ کی اقتدا میں نمازیں پڑھنے، اور ان خاص ایام میں آپ کے ساتھ مل کر خاص دعاؤں کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سعادتیں ان سب کے لئے مبارک فرمائے اور وہ جن نیک تمناؤں کے ساتھ وہاں جمع ہوئے ہیں ان سب کو پورا فرمائے۔

وہ لاکھوں کروڑوں احمدی جو دنیا کے مختلف خطوں میں آباد ہیں اور اس تاریخی موقع پر قادیان نہیں پہنچ سکتے ان کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ سامان مہیا فرما دیا ہے کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ اپنے پیارے امام کے خطبات و خطابات اور جلسہ سالانہ کی کارروائی سے براہ راست مستفید ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ وہ جسمانی طور پر خود تو وہاں موجود نہیں ہوں گے لیکن زمان و مکان کے تمام فاصلوں اور مسافتوں کو پھلانگتے ہوئے ایم ٹی اے کے توسط سے ان مقدس و مطہر مجالس کا حصّہ بن سکتے ہیں جو قادیان میں منعقد ہو رہی ہوں گی۔ یہ ظاہری فاصلے اور وقت کے اختلاف روحانی قربتوں میں حائل نہیں ہو سکتے۔ ؎

کرے گا فاصلہ کیا جب کہ دل اکٹھے ہوں   ہزار دُور رہوں اُس سے پھر قریب ہوں مَیں

پس کوشش کیجئے کہ خود بھی اور اپنے اہل و عیال اور عزیزوں کے ساتھ جلسہ سالانہ قادیان کے پروگراموں میں ایم ٹی اے کے توسط سے شامل ہوں اور یوں اپنے پیارے امام کے ساتھ مل کر دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو صحت و سلامتی والی فعّال اور روح القدس کی خاص تائیدات سے معمور لمبی زندگی عطا فرمائے اور آپ کی دعاؤں کے صدقے ہماری عاجزانہ التجاؤں کو بھی سن لے۔ ہم پر انفرادی اور اجتماعی ہر لحاظ سے اپنے بے پناہ فضل نازل فرماتا چلا جائے۔ ہر قسم کے اندرونی و بیرونی شر اور بیماریوں سے محفوظ رکھے۔ ہمارے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا ہوں جو ہمارے امام ہمارے اندر دیکھنا چاہتے ہیں۔ عالمگیر غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں ہم سب آپ کے حقیقی وفادار انصار بن جائیں اور عرش کا خدا ہمیشہ ہم سب سے راضی رہے۔ آمین یا رب العالمین۔

حضور انور کے اس تاریخی اور تاریخ ساز دورۂ قادیان دارالامان ہر ادارہ الفضل اپنی جانب سے تمام قارئین الفضل انٹرنیشنل کی جانب سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور تمام افراد جماعت احمدیہ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ ؎ بڑھتا رہے یہ نور خلافت خدا کرے ❁❁ ——— (نصیر احمد قمر)

یَا تِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق

(جلسہ سالانہ قادیان دارالامان کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام کے تناظر میں ایک گیت)

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

(الاپ)

جزائر سے مغرب سے دشت ختن سے   صبا جیسے لاتی ہے خوشبو چمن سے
اُمڈ آئے ہیں قافلے شہر و بن سے   فلک جانے کب سے یہی کہہ رہا ہے
یہ پربھوُ کی پربھا نہیں ہے تو کیا ہے؟   اٹل ہے خدا کا یہ قولِ رشیق
یَاتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق

لپیٹے ہوئے اپنے سینوں پہ دھرتی   گلے ملنے آئی ہیں تہذیبیں کتنی
نقابیں اُلٹ کر لئے رُوپ فطری   بہت صاف و شفّاف یہ آئینہ ہے
یہ پربھو کی پربھا نہیں ہے تو کیا ہے؟   فلک جانے کب سے یہی کہہ رہا ہے
اٹل ہے خدا کا یہ قولِ رشیق   یَاتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق

کھلے قید خانے سجے لاکھ مقتل   اٹھائی گئی رہ میں دیوار ہر پل
بہت آزمائے ہیں باطل نے کس بل   مگر روز افزوں یہ سیل وفا ہے
یہ پربھو کی پربھا نہیں ہے تو کیا ہے؟   فلک جانے کب سے یہی کہہ رہا ہے
اٹل ہے خدا کا یہ قولِ رشیق   یَاتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق

رُخ خاک پر جیسے موتی جڑے ہیں   گڑھے راستوں میں کچھ ایسے پڑے ہیں
یقیں کے وتد کشت دل میں گڑے ہیں   کوئی لب کھلے اُس پہ حمد و ثنا ہے
یہ پربھو کی پربھا نہیں ہے تو کیا ہے؟   فلک جانے کب سے یہی کہہ رہا ہے
اٹل ہے خدا کا یہ قولِ رشیق   یَاتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق

طواف شمع کی یہ دلدار ساعت   یہ آنکھیں یہ چہرے لہو کی تمازت
یہ رفتار و گفتار یہ جی کی حالت   عجب شان سے عشق جلوہ نما ہے
یہ پربھو کی پربھا نہیں ہے تو کیا ہے؟   فلک جانے کب سے یہی کہہ رہا ہے
اٹل ہے خدا کا یہ قولِ رشیق   یَاتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق

یہ برکھا برستی ہے کم کم زمیں پر   نظر جب نہ ہو ایک یار حسیں پر
دمکتا نہ ہو نُور سچ کا جبیں پر   یہی ایک پیمانۂ اصفیا ہے
یہ پربھو کی پربھا نہیں ہے تو کیا ہے؟   فلک جانے کب سے یہی کہہ رہا ہے
اٹل ہے خدا کا یہ قولِ رشیق   یَاتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق

یہ بستی دیار مسیح الزّماں ہے   سر خاک یہ پرتو آسماں ہے
کہاں اب سوا اس کے جائے اماں ہے؟   نگر در نگر اک قیامت بپا ہے
یہ پربھو کی پربھا نہیں ہے تو کیا ہے؟   فلک جانے کب سے یہی کہہ رہا ہے
اٹل ہے خدا کا یہ قولِ رشیق   یَاتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق

خداوند عالم یہاں بولتا ہے   زمیں بولتی ہے زماں بولتا ہے
گواہی میں سارا جہاں بولتا ہے   یہاں ہر طرف بس خدا ہی خدا ہے
یہ پربھو کی پربھا نہیں ہے تو کیا ہے؟   فلک جانے کب سے یہی کہہ رہا ہے
اٹل ہے خدا کا یہ قولِ رشیق   یَاتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق

فضا میں ہے جھنکار صَلِّ عَلٰی سے   یہ دن ہیں مبارک یہ پل بے بہا سے
چلو مانگ لیں کچھ بھی ربّ الورٰی سے   ہمارا اثاثہ تو حرفِ دعا ہے
یہ پربھو کی پربھا نہیں ہے تو کیا ہے؟   فلک جانے کب سے یہی کہہ رہا ہے
اٹل ہے خدا کا یہ قولِ رشیق   یَاتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق

(جمیل الرحمٰن۔ ہالینڈ)

تاریخی اہمیت کے حامل
پُرمسرّت ومبارک ایّام

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں مسیح پاک علیہ السلام کی بستی قادیان دارالامان میں ہیں۔ منصب خلافتِ مسیح موعود پر فائز ہونے کے بعد یہ آپ کا قادیان کا پہلا سفر ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک قیام کے دوران جماعت احمدیہ بھارت کا جلسہ سالانہ بھی منعقد ہو رہا ہے جس میں شمولیت کے لئے دنیا بھر سے عشاقان احمدیت قادیان پہنچ رہے ہیں۔ یقیناً یہ دن حضور انور ایدہ اللہ اور آپ کی پیاری جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے نہایت درجہ تاریخی اہمیت کے حامل اور بہت ہی پُرمسرت ومبارک دن ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مبارک ایام کی برکتوں کا دائمی فیض نہ صرف دنیا بھر کے احمدیوں بلکہ تمام بنی نوع انسان کو وافر طور پر عطا فرمائے۔ اور حضور انور ایدہ اللہ اور قادیان میں موجود احباب جماعت اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدیوں کی ان دعاؤں کو جو وہ ان خاص ایام میں کرنے کی توفیق پا رہے ہیں خاص طور پر شرف قبولیت بخشے اور اپنی حفظ وامان میں رکھے اور بے پناہ فضلوں سے نوازے۔

آج سے 14 برس قبل 1991ء میں سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ جب قادیان تشریف لے گئے تو یہ 44 سال کے وقفہ کے بعد خلیفۃ المسیح کی قادیان میں پہلی بار آمد تھی۔ اور اس کے بعد اب یہ مبارک ایام پھر آئے ہیں کہ خلیفۃ المسیح احمدیت کے دائمی مرکز قادیان میں ورود فرما ہیں۔ اور دنیا بھر کے احمدی MTA کے توسط سے حضور ایدہ اللہ کے خطبات وخطابات سے براہ راست مستفید ہو رہے ہیں۔ اس موقع پر ہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اس خطبہ جمعہ کے بعض حصے الفضل انٹرنیشنل کے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جو آپؒ نے 20 ردسمبر 1991ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں ارشاد فرمایا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو توفیق بخشے کہ اس خطبہ میں مذکور ہدایات کے مطابق ان مبارک ایام میں اپنی قلبی کیفیات کو خاص دعاؤں میں ڈھالنے کی توفیق پائیں۔ (مدیر)۔

20 ردسمبر 1991ء بروز جمعۃ المبارک مسجد اقصیٰ قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”آج کا دن ایک بہت ہی اہمیت کا تاریخی دن ہے۔ آج ۴۴ سال کے لمبے اور بڑے تلخ التواء کے بعد آخر اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ آج کا جمعہ قادیان میں احباب جماعت کے ساتھ ادا کر سکے۔ قادیان کے درویشوں کے لئے بھی اس میں بہت بڑی خوشخبری مضمر ہے۔ معلوم ہوتا ہے خدا کی تقدیر نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہجر کے دن چھوٹے ہو جائیں گے اور وصل کے دن قریب آجائیں گے اور ان سب آنے والوں کے لئے بھی اس میں بہت خوشخبری ہے جو دور دور سے تکلیفیں اٹھا کر اور بہت سے اخراجات کا بوجھ اٹھا کر یہاں پہنچے تا کہ ان کے دلوں کے بوجھ ہلکے ہو سکیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے سعادت بخشی اور توفیق عطا فرمائی کہ نہ صرف اس تاریخی جلسے میں جو سو سال کے بعد (لازماً سو سالہ جلسہ سو سال کے بعد ہی منعقد ہوتا ہے) مراد یہ تھی کہ جو سو سال کے بعد سو سالہ جلسہ منعقد ہوتا ہے اس میں شامل ہو سکے ہیں۔ یہ ایک ایسی سعادت ہے جو سو سال میں ایک ہی دفعہ نصیب ہو سکتی ہے اور اس پہلو سے آج کی نسل کے لئے یہ بہت ہی غیر معمولی سعادت کا لمحہ ہے۔ لیکن دوسری سعادت جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے یہ بھی بہت ہی بڑی اور بابرکت اور لائق صد شکر سعادت ہے۔

خدا تعالیٰ نے چوالیس سال کے انقطاع کے بعد خلیفۃ المسیح کو آج قادیان میں جمعہ پڑھانے کی سعادت عطا فرمائی جو لوگ پیچھے رہ گئے اور جو آج ہمارے ساتھ شامل نہیں خصوصاً وہ لوگ جو اسیران راہ مولیٰ ہیں، جو ایسے مجبور ہیں، ایسے بے بس ہیں کہ خواہش کے علاوہ اگر ان میں ویسے دنیاوی لحاظ سے استطاعت ہوتی بھی تو یہاں نہ آسکتے ان سب کو خصوصیت سے نہ صرف آج اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں بلکہ اس دوران یعنی جلسے کے ایام اور جلسے کے شب وروز میں مسلسل جب بھی آپ کو توفیق ملے آپ ان سب غیر حاضرین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے رہیں۔

یہ وہ دن ہیں کہ جب سے ہم یہاں آئے ہیں خواب سا محسوس ہو رہے ہیں یوں لگتا ہے جیسے خواب دیکھ رہے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ یہ خواب نہیں بلکہ خوابوں کی تعبیر ہے۔ ایسے خوابوں کی تعبیر جو مدتوں، سالہا سال ہم دیکھتے رہے اور یہ تمنا دل میں کلبلاتی رہی، بلبلاتی رہی کہ کاش ہمیں قادیان کی زیارت نصیب ہو۔ کاش ہم اس مقدس بستی کی فضا میں سانس لے سکیں جہاں میرے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل غلام مسیح موعود علیہ السلام سانس لیا کرتے تھے۔

جب میں یہاں آیا اور میں نے اس بات کو سوچا کہ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ ایسی فضا میں دوبارہ سانس لیں گے۔ تو مجھے بچپن میں پڑھا ہوا سائنس کا ایک سبق یاد آ گیا جس میں یہ بتانے کے لئے کہ جتنے ایک انسان کے سانس میں ایٹمز (Atoms) ہوتے ہیں ان کی تعداد کتنی ہے۔ وہ مثال دیا کرتے تھے کہ سیزر نے جو آخری دفعہ مرتے وقت ایک سانس لیا تھا اس سانس میں اتنے ایٹم تھے کہ اگر وہ برابر ساری کائنات میں، ساری فضا میں تحلیل ہو جائیں اور برابر فاصلے پر چلے جائیں تو ہر انسان جو سانس لیتا ہے اس کے ایک سانس میں سیزر کے سانس کا ایک ایٹم بھی ہوگا۔ تو جب میں نے سوچا تو مجھے خیال آیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں لکھو کھہا مرتبہ سانس لئے، یہ فضا تو آپ کے سانسوں کے ان اجزاء سے بھری پڑی ہے اور ہر سانس میں خدا جانے کتنے ہزاروں، لاکھوں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سانس کے ایٹم ہونگے جو آج ہم بھی Inhale کرتے ہیں یہ سوچتے ہوئے میرا خیال حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منتقل ہوا تو مجھے خیال آیا کہ زمین کا سارا جوّ اس ہوا سے بھرا پڑا ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سانسوں میں کھینچا کرتے تھے اور نکالا کرتے تھے۔ جب میں یہاں تک پہنچا تو اس ظاہری خوشی میں کچھ کدورت پیدا ہو گئی کیونکہ میں نے سوچا کہ انہی میں وہ سانس بھی ہیں جو دنیا کے بہت سے بدنصیب بھی تو لیا کرتے تھے اور آج بھی لیتے ہیں۔ ایسے بدنصیب جنہوں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا زمانہ پایا اور سارا زمانہ ان سانسوں کو نور رسالت کے بجھانے کیلئے استعمال کیا۔ اس کو ہوا دے کر فروغ کر دینے کے لئے استعمال نہیں کیا۔ تو یہ ظاہری اور جذباتی چیزیں مجھے بے حقیقت دکھائی دینے لگیں۔ وہ جذباتی لطف جو یہاں آکر آیا تھا۔ اس میں ایک اور پیغام بھی مجھے ملا کہ حقیقت میں ان سانسوں کی جب تک ہم قدر کرنا نہ جانیں جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے سانس تھے یا آپ کے غلام کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سانس تھے اس وقت تک ہم ان سانسوں سے برکت پانے کے اہل نہیں ہو سکتے، کیونکہ مدینہ کی فضا بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سانسوں سے بھری پڑی تھی۔ وہ کتنے بدنصیب تھے جو ان سانسوں کو لیتے تھے لیکن ان سے برکت نہ پاتے تھے۔ پس نظام برکت ایک روحانی نظام ہے۔ اس کے لئے ہر انسان کو اہلیت پیدا کرنی چاہئے۔

جس طرح دنیا میں ایک نظام انہضام ہے، جب تک نظام انہضام درست نہ ہو، قطع نظر اس بات کے کہ غذا اچھی ہے یا بری، انسان کو اس غذا سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ ایک شخص جس میں بعض اچھی غذاؤں کو ہضم کرنے کی طاقت ہی نہ ہو، بعض دفعہ جب وہ ایسی غذا استعمال کرتا ہے تو ردعمل پیدا ہوتا ہے اور فائدے کی بجائے نقصان پہنچتا ہے۔ دودھ کو دیکھئے کیسی کامل غذا ہے کہ دو اڑھائی سال تک بچہ مکمل طور پر محض دودھ پر پلتا ہے اور اسی سے اپنی آنکھیں بناتا ہے، اپنے دانت بنانے کی تیاری کرتا ہے، جسم کا ہر عضلہ اسی دودھ سے پرورش پا کر بنتا ہے ہڈیاں بن رہی ہیں، ناخن بن رہے ہیں، بال بن رہے ہیں، تمام جسم کے اعضاء خواہ کسی نوعیت کے ہوں اسی ایک دودھ سے قوت پا کر نشوونما پاتے چلے جاتے ہیں لیکن جن کو دودھ کی الرجی ہو، جو دودھ ہضم نہ کر سکیں، وہ جب دودھ پیتے ہیں تو مرنے کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ مجھے چونکہ ہومیوپیتھک علاج کا تجربہ ہے اس لئے بعض مریض میرے سامنے ایسے بھی لائے گئے۔ مثلاً انگلستان میں ایک بچے کے متعلق بتایا گیا کہ دودھ کا ایک قطرہ بھی وہ برداشت نہیں کر سکتا اور دن بدن اس کی صحت گرتی چلی جارہی ہے۔ دودھ دیں تو پیٹ میں درد شروع ہو جاتا ہے یا الٹیاں آجاتی ہیں یا قے شروع ہو جاتی ہے یا اسہال لگ جاتے ہیں۔ الغرض کئی قسم کے وبال چمٹ جاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا علاج کیا وہ بچہ صحت مند ہوا۔ صحت مند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس طبعی حالت کی طرف لوٹ گیا جو خدا تعالیٰ نے سب کو عطا کر رکھی ہے، جس کو ہم اپنی غفلتوں سے بگاڑ دیا کرتے ہیں۔ تو اگر تم نے اپنی روحانی حالتوں کو بگاڑ رکھا ہے، اگر ان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ روحانی غذاؤں کے انہضام کی صلاحیت باقی نہیں رہی تو محض یہ جذباتی باتیں ہیں کہ آج ہم ان فضاؤں میں سانس لے رہے ہیں جہاں کسی وقت ہمارے آقا ومولیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سانس لیا کرتے تھے۔ یہ سب ایک جذباتی کھیل ہوں گے جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوگی۔

پس وہ لوگ جو آج اس جلسے میں شمولیت کی غرض سے جو سو سالہ جلسہ ہے یہاں تشریف لا سکے ہیں اور اس جمعہ میں بھی شمولیت کی سعادت پا رہے ہیں ان کو بھی میں یہ نصیحت کرتا ہوں اور بعد میں آکر ان سے ملنے والوں کو بھی یہ نصیحت کرتا ہوں اور ہم سب کے چلے جانے کے بعد یہاں ہمیشہ رہنے والے درویشوں کو بھی یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اس مقام کے کچھ تقاضے ہیں۔ **ان تقاضوں پر ہمیشہ نگاہ رہنی چاہئے۔ عام حالتوں سے یہاں رہنے والوں کی حالت کچھ مختلف ہونی چاہئے۔** ہم سب انسان ہیں، ہم سب میں کمزوریاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں سے صرف نظر فرمائے، ہماری غفلتوں کو معاف فرمائے لیکن اس کے ساتھ ہی اس ذمہ داری سے ہم بہرحال آنکھیں بند نہیں کر سکتے جو مقدس مقامات پر رہنے والوں کی ذمہ داریاں ہیں۔ خواہ وہ عارضی قیام کے لئے آئیں یا مستقل قیام کی سعادت پائیں۔

پس ان ایام میں ان ذمہ داریوں کو خصوصیت کے ساتھ پیش نظر رکھتے ہوئے، دعائیں کرتے ہوئے دن گزاریں، خدا تعالیٰ سے توفیق حاصل کرنے کی دعا مانگیں اور توفیق پائیں کہ ہم اپنے روحانی نظام ہضم کو درست کر سکیں اور جہاں بھی قدرت کی طرف سے کوئی روحانی فیض عطا ہونے کا موقعہ ملے ہم اس سے پوری طرح استفادہ کر سکیں۔ تبھی ہم ایک تنومند، مضبوط اور صحت مند روحانی وجود کی صورت میں ارتقاء کر سکتے ہیں۔

یہ وہ ایام ہیں جن میں کثرت کے ساتھ درود پڑھنے کی ضرورت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور احسان کے ساتھ جو عظیم الشان تعلیم، اسلام کی صورت میں ہمیں عطا ہوئی ہے، وہ پاک کلام جس کا کوئی ثانی نہیں یعنی قرآن کریم یہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مطہر پر نازل ہوا تھا قرآن کی وحی کی صورت میں بھی اور اس کے علاوہ دیگر وحی کی صورت میں بھی اسلام کی مکمل تعلیم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے فیض سے ہمیں عطا ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم آپ کو وسیلہ قرار دیتا ہے یعنی وہ واسطہ ہیں جن کے ذریعہ سے تمام روحانی فیوض، تمام بنی نوع انسان کے لئے ہمیشہ کے لئے جاری کئے گئے۔ یہی قرآن کریم ہمیں نصیحت فرماتا ہے۔ ﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ﴾ (الرحمن:61)۔ کیا احسان کی جزا احسان کے سوا بھی ہو سکتی ہے۔ احسان کی جزا تو احسان ہی ہونی چاہئے۔ لیکن مشکل یہ درپیش ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا احسان اتنا عظیم اور اتنا وسیع اور اتنا دور رس ہے کہ لامتناہی ہے۔ اس کی حدود قائم کرنے کا انسان کے ادراک

کو اختیار نہیں ہے۔

میں نے جب بھی غور کیا ہے اور گہرا غور کیا ہے اور نظر کو ہر طرف دوڑایا اور پھیلایا اور سوچا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا احاطہ کر سکوں اور ان کے متعلق ایک ایسا شعور پیدا کر سکوں کہ ہر دفعہ اس احسان کو پہچان لوں تو میں اس کوشش میں ہار گیا اور کوشش کے باوجود آج بھی میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ بہت سے احسانات ہیں جو ہم پر وارد ہوتے چلے جاتے ہیں اور ہم غفلت کی حالت میں ان سے آگے نکلتے چلے جاتے ہیں''۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''پس جب ہم درود پر زور دیتے ہیں تو ہرگز نعوذ باللہ من ذالک اس میں کوئی شرک کا پہلو نہیں۔ اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی کچھ نہیں۔ اس کے سوا نہ محمدیت ہے، نہ احمدیت ہے، نہ زندگی کی کسی اور حقیقت کے کوئی معنی ہیں۔ تو خدا ہی ہے جو سب کچھ ہے لیکن وہ لوگ بھی بہت کچھ ہوئے جو خدا تعالیٰ سے وابستہ ہو گئے اور وہ لوگ بھی بہت کچھ ہوئے جنہوں نے خدا تعالیٰ سے وابستہ ہونا شروع کر دیا۔ پس اس پہلو سے وسیلے کی حقیقت کو سمجھیں تو ہم سب آج اپنے رب سے وابستہ ہو رہے ہیں اور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ لازماً ہم سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم احسانات کے نیچے دبے پڑے ہیں۔ اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم احسانات کا بدلہ اتار سکیں۔ پس قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے کہ ﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ﴾ (الرحمن:61)۔ کہ احسان کی جزا احسان کے سوا بھی کچھ ہو سکتی ہے۔ پس یہ بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانوں میں سے ایک احسان ہے اور عظیم احسان ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تمہارے دل میں بھی تمنا ہوتی ہوگی کہ مجھے تحفے دو۔ میرے لئے کچھ کرو۔ تو درود پڑھا کرو۔ خدا کی حمد کے بعد درود پڑھا کرو اور اس کے نتیجے میں بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم کچھ احسان اتار رہے ہیں مگر طاقتور سے لڑائی نہیں ہو سکتی۔ ناممکن ہے محسن اعظم کے احسان سے فیضیاب ہونے والے اس سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ایک طرف بظاہر ہمارے دل کو تسکین دینے کے سامان پیدا کئے کہ تم بھی مجھ پر کثرت سے درود بھیجو، کچھ تمہیں بھی تو لطف آئے کہ تم نے میرے لئے کچھ کیا اور ساتھ فرمایا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری دعائیں مقبول ہوں گی۔ یہ سارے درود خدا تعالیٰ تم پر لوٹا دے گا اور آسمان سے یہ درود برکتیں اور رحمتیں بن کر تم پر نازل ہوا کرے گا۔ تو کیسا احسان اتارا؟ ایک ذرہ بھی نہیں۔ احسان اتارنے کی کوشش میں اَور احسانوں تلے ہم دبتے چلے جاتے ہیں اور دبتے چلے جائیں گے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چشمہ فیض ہیں۔ آپ کا فیض لازماً لوگوں کو پہنچے گا۔ کسی کا فیض آپ کو نہیں پہنچ سکتا سوائے خدا کے۔ میرے نزدیک خاتمیت کا آخری معنی یہی ہے کہ وہ فیض رساں جو ہر دوسرے کو فیض پہنچائے اور کبھی کسی سے فیض حاصل نہ کرے سوائے اس کے کہ جس کی وہ مہر ہے، جس کے ہاتھوں سے لگتی ہے۔ پس کامل رسول، سب سے کامل رسول، اکمل رسول، سب کاملوں سے بڑھ کر کامل اور سب خدا رسیدہ لوگوں سے بڑھ کر خدا رسیدہ ایک ایسا رسول تھا جس کا فیض تمام نبیوں پر پھیلا ہے۔ تمام بنی نوع انسان پر پھیلا ہے، حیوانات پر پھیلا ہے، جمادات پر پھیلا ہے۔ ان کو پہنچا جو آپ کے آنے سے بہت پہلے پیدا ہوئے، اس کائنات کو پہنچا جو ابھی ابتدائے وجود کی حالت میں کروٹیں بدل رہی تھی۔ کیونکہ آپ آخری رسول تھے اس لئے آپ فیض رساں ہیں لیکن تمام تر فیوض آپ نے اپنے رب سے پائے۔ یہ توحید کامل ہے جس کا سمجھنا ضروری ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں جہاں حمد کی طرف غیر معمولی توجہ اور عارفانہ توجہ پیدا ہوتی ہے وہاں درود کی طرف بھی غیر معمولی اور عارفانہ توجہ پیدا ہوتی ہے۔

پس ہم یہ مبارک ایام ان فضاؤں میں سانس لیتے ہوئے یہاں بسر کریں گے جن فضاؤں کے ساتھ ہمارا ایک گہرا جذباتی رابطہ ہے خواہ ہم اس فیض کو پا سکیں یا نہ پا سکیں۔ لیکن جب ہم یہ سوچتے ہیں اور سوچیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان فضاؤں میں سانس لیتے رہے اور آپ کے بزرگ صحابہؓ اور خلفاءؓ ان فضاؤں میں سانس لیتے رہے تو باوجود اس احساس بے بسی کے ہم زبردستی اس کا فیض نہیں پا سکتے جب تک فیض پانے کی اہلیت پیدا نہ کریں۔ ایک جذبات میں انگیخت تو ضرور ہوگی، ایک لرزش پیدا ہوگی، ایک تموج پیدا ہوگا اور تموج بھی ایک عجیب روحانی لطف پیدا کرتا ہے۔ ایسی کیفیات میں درود پڑھا کریں۔ ایسی کیفیات میں جو خاص تموج کی حالتیں آپ پر آنے والی ہیں اور آ چکی ہونگی اور آئندہ بھی آتی چلی جائیں گی ان حالتوں میں سب سے بڑھ کر حمد باری تعالیٰ کے بعد درود پڑھنے کی ضرورت ہے اور یہ وہ چیز ہے جو برکتوں کی صورت میں آپ ہی پر نازل ہوگی۔ آپ کا کسی پر کوئی احسان نہیں۔ نہ حمد کا خدا تعالیٰ پر احسان ہے نہ درود کا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان ہے۔ یہ احسان ایسا ہے جو کئی گنا ہو کر آپ کی طرف واپس لوٹے گا۔ اور پھر آپ اس کیفیت میں اگر اپنوں کے لئے، غیروں کے لئے، دوستوں کے لئے اور دشمنوں کے لئے، آزادوں کے لئے اور اسیروں کے لئے، صحتمندوں کے لئے اور بیماروں کے لئے، وہ جو خوش نصیب ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے دولت کی فراوانی عطا کی ہے، وہ جو غربت میں سسکتے ہوئے زندگیاں بسر کر رہے ہیں جو قرضوں کے بار تلے دبے ہوئے ہیں، جو کئی قسم کے مصائب کا شکار ہیں ان سب کے لئے بھی اگر آپ دعائیں کریں گے تو وہ دعائیں زیادہ مقبول ہوں گی اور ان معنوں میں آپ بھی تو کچھ فیض رساں بن جائیں گے۔

پس یہ عجیب گر ہمیں حمد و ثنا اور درود نے سکھا دیا کہ تم اپنے اوپر والوں کا احسان تو نہیں اتار سکتے مگر اس احسان اتارنے کی کوشش میں اپنے نیچے والوں پر اور احسان کرتے چلے جاؤ، تمہیں بھی کچھ فیض رساں ہونے کا سلیقہ عطا ہوگا، تمہیں بھی لطف ملے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان نہیں اتار سکتے تو عاجز بندوں پر کچھ احسان تو کر سکتے ہو اور خدا کے بندوں پر احسان کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو احسان مند محسوس فرماتا ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر احسان کرنے کے نتیجہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح آپ پر رحمت اور درود بھیجے گی۔ یہ ایک ہی راستہ ہے جس سے ہم کچھ احسانات کا بوجھ ہلکا کرنے کی کامیاب کوشش کر سکتے ہیں لیکن اس راستے میں داخل اسی طریق سے ہوتے ہیں جو طریق قرآن کریم نے ہمیں سکھایا جو حمد و ثنا اور درود نے ہمیں سکھایا۔

پس آج کی اس محفل میں جو باتیں میں آپ کے سامنے کر رہا ہوں انہیں حرز جان بنائیں ان پر غور کریں، سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے کوشش کیا کریں کہ آپ کے اخلاق کے رونما ہوتے وقت یعنی جب اخلاق کسی عمل میں ڈھل رہے ہوتے ہیں یہ دیکھا کریں کہ اس پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی چھاپ ہے اور جب آپ ایسا سوچیں گے تو اکثر صورتوں میں جہاں بھی آپ بھلائی کریں گے آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر احسان آ رہے ہونگے اور اس وقت کا درود ایک خاص کیفیت کا درود ہوگا۔ وہ عام حالت کا درود نہیں ہوگا۔

پس درود، درود کی بھی مختلف قسمیں ہیں۔ ایسا درود پڑھیں جو دل کی گہرائیوں سے تموّج کی حالت میں اٹھے۔ ایک موج کی صورت میں، لہر در لہر دل سے نکلے۔ وہ درود ہے جو آسمان تک پہنچتا ہے، وہ درود ہے جو برکتیں بن کر آپ پر نازل ہوتا ہے۔ پھر آپ کی دعائیں آپ کے پیاروں کے حق میں بھی سنی جائیں گی۔ مجبوروں کے حق میں بھی سنی جائیں گی، غیروں کے حق میں، اپنوں کے حق میں، ہر اس شخص کے حق میں آپ کی دعائیں سنی جائیں گے جن کیلئے آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کے اثر کے تابع دعا کریں گے۔ یہ آخری بات سمجھا کر میں اس خطبہ کو ختم کروں گا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کے تابع اگر آپ دعا کریں تو آپ کی دعا اپنوں کے لئے نہیں رہ سکتی، صرف اپنوں کیلئے نہیں رہ سکے گی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض محسوس کرتے ہوئے اس خاص حالت میں اگر آپ دعا کریں تو ناممکن ہے کہ آپ اپنے دشمن کے لئے بھی دعا نہ کریں، ناممکن ہے کہ تمام حاضر بنی نوع انسان کے لئے دعا نہ کریں، ناممکن ہے کہ آئندہ تمام آنے والی نسلوں کیلئے دعا نہ کریں، ناممکن ہے کہ تمام گذرے ہوئے بنی نوع انسان کیلئے دعا نہ کریں کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کا یہ وسیع دائرہ تھا جس میں آپ کا فیض پہنچا کرتا تھا۔ پس آپ کے فیض سے لذّت پا کر آپ کے دل میں بھی اسی طرح کی ایک بے کنار موج اٹھے گی جس کا کوئی کنارہ نہیں ہوگا، آپ کے دل کی گہرائی سے ایسی دعائیں اٹھیں گی جن سے بنی نوع انسان کو بہت سا فائدہ پہنچے گا۔ ان معنوں میں آپ فیض رساں بن سکتے ہیں اور انہی معنوں میں آپ کو فیض رساں ہونا چاہئے کیونکہ اگر آپ آج فیض رساں نہ بنے تو یہ دنیا ہلاکت کے آخری کنارے تک پہنچی ہوگی ہے۔ کسی اور کا فیض اس دنیا کو اب ہلاکت سے بچا نہیں سکتا۔ ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہے وہ آپ کے اور خدا تعالیٰ کے درمیان وسیلہ بنے ہیں اور آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی نوع انسان کے درمیان لازماً وسیلہ بننا ہوگا۔ یہی وہ وسیلہ ہے جو آج تمام بنی نوع انسان کی نجات کا وسیلہ بنے گا۔ اگر یہ وسیلہ نہ بنا تو بنی نوع انسان کا کچھ نہیں بن سکتا۔ یہ آج کی دنیا لازماً ہلاک ہونے والی ہے۔ اس کے اطوار تو دیکھیں۔ اس کی عادتیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتوں سے کوسوں کیا، کروڑوں، اربوں میل دور جا چکی ہیں۔ پس وسیلے کے مضمون کو اپنے تک پہنچا کر ختم نہ کر دیا کریں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وسیلہ صرف خدا تعالیٰ اور آپ کے درمیان نہیں تھے، خدا تعالیٰ اور سارے بنی نوع انسان کے لئے وسیلہ بننے کیلئے آئے تھے اور آپ کو مزید وسیلوں کی ضرورت ہے۔

پس وہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا دم بھرتے ہیں، جو غلامی کا دعویٰ کرتے ہیں، جو عہد کرتے ہیں کہ ہم آپ کی خاطر، آپ کے ناموس کی خاطر، آپ کے پیغام کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیار ہو جائیں گے۔ ان کو لازماً وہ وسیلہ بننا ہوگا اور وسیلے کے تقدس کے تقاضے پورے کرنے ہوں گے جس حد تک بھی توفیق ملے۔ جو انسانی کمزوریوں اور بشری بے بسی کے نتیجے میں کمزوریاں لاحق ہوتی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ ایسی صورت میں مجھے اللہ تعالیٰ سے بھاری امید ہے کہ ایسے لوگوں سے مغفرت کا سلوک فرمائے گا۔ ان کی کمزوریوں سے صرف نظر فرمائے گا، ان کے گناہوں کو بخشے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرے سب سے محبوب اور سب سے محبوب مطلوب سے یہ پیار کرنے والے ہیں۔ اور اگر اپنے کسی محبوب سے کسی کو پیار ہو تو لازماً اس کی کمزوریوں سے بھی انسان صرف نظر کرنے لگ جاتا ہے اور بہت سی باتیں اس کی برداشت کر جاتا ہے جو دوسروں کی نہیں کر سکتا۔ پس خدا سے مغفرت پانے کا بھی یہی ایک ذریعہ ہے اس وسیلے سے تعلق قائم کریں اور اس وسیلے کی خاطر آپ اس کے اور بنی نوع انسان کے درمیان وسیلہ بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے''۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''آج کے خطبے کی آواز دنیا کے مختلف ممالک میں پہنچ رہی ہے............آج یہ سامان مہیا ہوئے ہیں کہ آج یہاں کے خطبے کی آواز انگلستان پہنچے۔ پھر انگلستان سے سیٹلائٹ کے ذریعہ دنیا کے مختلف ممالک میں مشرق ومغرب میں، اور جاپان تک بھی پہنچے فجی میں بھی پہنچے، ماریشس میں بھی پہنچے، یورپ کے ممالک میں بھی پہنچ جائے غرضیکہ جہاں جہاں بھی جس جماعت کو توفیق ہے کہ خطبہ سننے کے انتظامات کر سکے ان تک یہ آواز آج براہ راست پہنچ رہی ہے۔ اس پہلو سے یہ ایک عظیم تاریخی دن ہے کہ آج قادیان سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل غلام کے ایک ادنیٰ غلام کی آواز، آپ ہی کی آوازیں بن کر تمام عالم میں پھیل رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سعادت کے نتیجہ میں ہمیں مزید شکر گزار بندے بننے کی توفیق عطا فرمائے اور اس شکر گزاری کا آغاز اس بات سے ہونا چاہئے کہ جو لوگ اس بات کیلئے سعادت کا ذریعہ بنے ان کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔''

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''یہ بھی یاد رکھیں کہ جلسہ کے ان ایّام میں بہت سے مختلف قسم کے لوگ یہاں آئیں گے۔ اکثر خدا تعالیٰ کے فضل سے اخلاص کے ساتھ، وفا اور محبت سے مجبور ہو کر یہاں پہنچیں گے۔ کچھ شریر بھی آئیں گے۔ کچھ تنگ نظر بھی آئیں گے، کچھ بد ارادے لے کر بھی آئیں گے۔

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کے جلسوں کے خاص مقاصد ہوتے ہیں اور سب سے بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کرنا ہے۔

ہمیشہ ایسے نظریات اور فلسفوں سے بچو جو تمہیں خدا سے دور لے جانے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم میں ایسے فلسفوں کو رد کرنے کی تمہیں دلیل مل جائے گی۔

نمازوں کے قیام، ایم ٹی اے سے بھرپور استفادہ، خاص طور پر خطبہ جمعہ کو ضرور سننے اور اعلیٰ اخلاق کی طرف خصوصی توجہ دینے کی تاکید۔

(جماعت احمدیہ ماریشس کے سالانہ جلسہ کے موقع پر خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو نہایت اہم نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ مورخہ 02/دسمبر 2005ء (02/ فتح 1384ہجری شمسی) بمقام ماریشس

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْاللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (التوبة: 119)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ماریشس کا 44واں جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ میری موجودگی میں یہ جلسہ پہلا جلسہ ہے بلکہ میرا خیال ہے کہ کسی بھی خلیفۃ المسیح کی موجودگی کا یہ پہلا جلسہ ہے جو جماعت احمدیہ ماریشس منعقد کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے اور یہ جلسہ جماعت کی روحانی اور عددی ترقی میں ایک سنگ میل ثابت ہو۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت احمدیہ کے جلسوں کے خاص مقاصد ہوتے ہیں اور سب سے بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کرنا ہے۔ اس کے احکامات پر عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا کرنا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے یہ دن آپ لوگ دعاؤں اور عبادتوں میں گزارنے کی کوشش کریں۔ اگر یہ مقصد آپ نے حاصل کر لیا اور پھر اسے اپنی زندگیوں کا ہمیشہ اور دائمی حصہ بنانے کی کوشش کی تو سمجھیں آپ کا اس جلسہ میں شمولیت کا مقصد پورا ہو گیا۔

پس ان دنوں میں خاص طور پر اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور ان تین دنوں میں آپ خود بھی اور آپ کے عزیزوں اور دوستوں کو بھی یہ احساس ہو کہ واقعی آپ نے اپنے اندر نمایاں تبدیلی پیدا کی ہے۔ اگر یہ تبدیلیاں پیدا نہیں ہو رہیں، آپ کے نیکی اور تقویٰ کے معیار نہیں بڑھ رہے تو پھر اس جلسے میں شمولیت بے فائدہ ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑا واضح طور پر فرما دیا ہے کہ یہ کوئی دنیاوی میلہ نہیں ہے جہاں لوگ جمع ہوں اور آپس میں گھلیں ملیں۔ شور شرابہ ہو، نعرے بازی ہو اور بس۔ ایک سال جب آپؑ نے محسوس کیا کہ لوگ اس مقصد کو پورا نہیں کر رہے تو آپؑ نے جلسہ بھی منعقد نہیں فرمایا تھا۔ اگر نعرے دل سے نہیں اٹھ رہے، اگر نعرے آپ کے دل میں پاک تبدیلی پیدا کرنے کا جوش پیدا نہیں کر رہے تو یہ نعرے بے فائدہ ہیں۔ اگر تقریریں سن کر آپ میں صرف وقتی جوش پیدا ہو رہا ہے اور جلسہ گاہ سے باہر نکل کر اسی جگہ پر کھڑے ہوں جہاں آپ پہلے تھے۔ اور اپنی روحانی ترقی میں قدم آگے بڑھانے والے نہ ہوں تو غور کرنا چاہئے کہ ہم کیوں جلسے میں شامل ہوتے تھے۔ یہ غور کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ پس اگر آپ میں سے ہر ایک کو اس غور کی عادت پڑ جائے یا احساس پیدا ہو جائے، جوان اور بوڑھے، مرد اور عورتیں سب اس سوچ کے ساتھ جلسے کے یہ تین گزارنے کی کوشش کریں گے تو نہ صرف ان تین دنوں میں روحانیت میں ترقی کر رہے ہوں گے بلکہ جلسے کے بعد بھی یہ احساس رہے گا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد اس تعلیم پر عمل کر رہے ہیں۔ ہم نے آپؑ کے ہاتھ پر ان شرائط پر بیعت کی ہے جو صرف اور صرف خدا تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی طرف لے جاتی ہیں۔ ہم نے ان شرائط پر آپؑ کی بیعت کی ہے جو صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی طرف توجہ دلانے والی ہیں۔ اگر یہ احساس پیدا نہیں ہوتا تو احمدی ہونا بھی بے فائدہ ہے۔ بلکہ اپنے آپ کو گناہگار بنانے والی بات ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دنیاوی لحاظ سے بھی بے مقصد مشکلات میں گرفتار ہونے والی بات ہے۔

یہاں بھی بعض اوقات آپ لوگوں کو دوسرے مسلمانوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی اکثریت اللہ تعالیٰ کا تقویٰ دل میں قائم کرتے ہوئے، اللہ کی خاطر احمدیت کی وجہ سے آنے والی مشکلوں اور مخالفتوں کو برداشت کرتی ہے اور آپ اللہ کے فضلوں کے وارث بھی ٹھہرتے ہیں۔ لیکن جو احمدیت قبول کرنے کے بعد بھی اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کر رہے وہ بلاوجہ ان مخالفتوں کو اپنے سر مول لے رہے ہیں۔ کیونکہ اپنے اعمال ٹھیک نہ کر کے، اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کی طرف توجہ نہ دے کر آپ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہیں ٹھہر رہے ہوتے۔ پس اس جذبے کو جو پاک تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کرنے کا جذبہ ہے آپ نے آگے بڑھانا ہے، اس کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں پر عمل کرنے کے تمام اعلیٰ معیار حاصل کرنے ہیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے ہیں۔ آپس میں محبت اور بھائی چارے کی فضا پیدا کرنی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ایک جگہ ٹھہرنا نہیں بلکہ آگے سے آگے بڑھنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے کہ تمہاری زندگیوں کا یہی مقصد ہونا چاہئے کہ ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ﴾۔ تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔ جب تم ایک دوسرے سے نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو گے تو نیکیوں کے اعلیٰ معیار بھی قائم کر رہے ہو گے۔ اور یہ تبھی ہو گا جب اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو گے۔ پس ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف دلوں میں رکھتے ہوئے، تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے، اس کے آگے جھکتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے تقویٰ میں بڑھنے کی کوشش کریں۔ اور ایک اچھے مسلمان ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے جو ہماری ذمہ داری لگائی ہے آپ لوگ اس کو پورا کرنے والے ہوں۔

احمدی لوگ تو بہت خوش قسمت لوگ ہیں جو اس زمانے کے امام کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے بنے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم پر عمل کرنے والے بنے ہیں کہ جب میرے مہدی کا ظہور ہو تو اسے مان لینا خواہ تمہیں برف کی سلوں پر گھٹنوں کے بل چل کر بھی جانا پڑے جانا اور میرا اسلام کہنا۔ پس آپ کو اپنے احمدی ہونے پر فخر اور ناز ہونا چاہئے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر پیشگوئی اور آپؐ کے ہر حکم پر ایمان لانے والے ہیں۔ لیکن یہ ایمان کامل تبھی ہو گا جب آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق کی تعلیم پر عمل بھی کر رہے ہوں گے، ان نصائح پر عمل کر رہے ہوں گے جو آپ نے قرآن کریم اور سنت نبویؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح طور پر سمجھ کر ہمیں دی۔

آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ قرآن و سنت کو سمجھنے والا کوئی نہیں۔ کیونکہ آپؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حَکَم اور عَدَل کہہ کر یہ بتا دیا کہ یہی وہ شخص ہے جس کو قرآن و سنت کا سب سے زیادہ فہم و ادراک ہے۔ اس لئے کسی بھی مسئلے کی یہ شخص جو تشریح کرے گا، وضاحت کرے گا، وہی صحیح اور درست ہو گی۔ جس تعلیم کو یہ تم میں رائج کرے گا، یہی خدا کے ساتھ ملانے والی تعلیم ہے۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ ہمیں نصیحت فرما رہا ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب آپ کا غلامِ صادق ہی سب سے بڑا صادق ہے۔ پس اب جب آپ نے اس صادق کے ساتھ تعلق جوڑا ہے تو اس تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کریں۔ اور آپؑ اپنی جماعت جیسی بنانا چاہتے تھے ویسی جماعت بننے کی کوشش کریں۔ دنیا کو بتا دیں کہ تم ہمیں مسلمان سمجھو یا غیر مسلم اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اس صادق کو پا لیا ہے اور اب اس کی جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ اور اب ہم ہی ہیں۔ جن سے اسلام کی آئندہ تاریخ بننی ہے (انشاء اللہ) اس لئے ہم اب تمہیں بھی کہتے ہیں کہ آؤ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے عاشق صادق کی جماعت میں داخل ہو کر اپنی دنیا و آخرت سنوار لو۔ لیکن جب یہ دعویٰ کر کے آپ دنیا کو اپنی طرف بلائیں گے تو اپنے آپ پر بھی نظر ڈالنی ہو گی کہ ہم نے اپنے اندر کیا انقلاب پیدا کیا ہے۔ اس زمانے کے مسیح و مہدی اور سب سے بڑے صادق کو مان کر ہمارے اپنے نمونے کیا ہیں۔ ہمارے اپنے تقویٰ کے معیار کیا ہیں۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا تعلیم دی اور ہم سے آپؑ نے کیا کیا توقعات وابستہ کیں اور ہم اب کس حد تک اس پر عمل کر رہے ہیں۔

اس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات پڑھ کے مختصراً بعض باتوں کا ذکر کر دیتا ہوں کہ آپؑ ہم سے کیا توقع رکھتے ہیں اور کیا تعلیم آپؑ ہمیں دیتے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں: ’’عزیزو! خدا ئے تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔ نماز پڑھو، نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔ اور جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ ہو کہ گویا تُو ایک رسم ادا کر رہا ہے۔ بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہر وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو۔ تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے‘‘۔

پھر فرمایا:

’’سچائی اختیار کرو۔ سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔ کیا انسان اس کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے‘‘۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

’’باہم بخل اور کینہ اور حسد اور بُغض اور بے مہری چھوڑ دو اور ایک ہو جاؤ۔ قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں۔ ایک توحید و محبت و اطاعت باری، عَزَّ اِسْمُہٗ۔ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور بنی نوع کی‘‘۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 549-550)

تو یہ ہے پاک تعلیم اس زمانے کے سب سے بڑے صادق کی جس کے ساتھ منسوب ہو کر اور جس کی جماعت میں شامل ہو کر انسان خود بھی صادق بن سکتا ہے۔ آپ نے پہلے ہمیں انتہائی بنیادی بات کی طرف توجہ دلائی کہ اگر یہ دعویٰ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی مسلمان ہوں تو اس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے جو قرآن کریم میں سینکڑوں احکام ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی بے قدری کی نظر سے نہیں دیکھنا۔ کسی ایک حکم کے بارے میں بھی یہ نہیں سوچنا کہ چلو کوئی بات نہیں اگر اس حکم پر عمل نہ کیا تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایک دوسری جگہ آپ نے فرمایا کہ جو ان حکموں پر عمل نہیں کرتا اور ان میں سے ایک کو بھی چھوڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

آپ لوگ جو اس چھوٹے سے جزیرے میں رہتے ہیں یہاں بھی کسی حد تک ہر مذہب والے کا کچھ نہ کچھ مذہب سے تعلق قائم ہے۔ لیکن جس تیزی سے دنیا ایک ہو رہی ہے یہاں بھی بہت سی دوسری قوموں کا آنا جانا ہو گیا ہے جو مذہب سے دور ہٹتے جا رہے ہیں۔ پھر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے نئی نسل کے بہت سے لڑکے اور لڑکیاں باہر کے ملکوں میں جاتے ہیں۔ مختلف نظریات اور فلسفے ان بچوں کو سننے کو ملتے ہیں جو خدا سے دور لے جانے والے ہیں، جو اسلام کی خوبصورت تعلیم سے دور لے جانے والے ہیں۔ اس لئے یاد رکھو ہمیشہ ایسے نظریات اور فلسفوں سے بچو جو تمہیں خدا سے دور لے جانے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم میں ایسے فلسفوں کو رد کرنے کی تمہیں دلیل مل جائے گی اس لئے کسی بھی قسم کا احساس کمتری کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپؑ نے فرمایا جس طرح ایک چھوٹا بچہ اپنے ماں باپ کی ہدایت پر عمل کرتا ہے، تم بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرو۔ لیکن یاد رکھیں کہ ان حکموں پر عمل کرنے کے لئے قرآن کریم پڑھنے اور اس کو سمجھنے کی طرف بھی توجہ کرنی پڑے گی۔ پس نیکیاں اپنانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو بھی پڑھنا ہو گا اور اس کے فضلوں کو بھی سمیٹنا ہو گا۔ اور اس کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے بہترین ذریعہ نماز ہے۔ اس لئے نمازوں کی طرف توجہ دو اور نمازیں صرف دکھاوے کے لئے یا کسی وجہ سے وقتی جوش سے نہ ہوں۔ بلکہ جس طرح آج کل میں دیکھ رہا ہوں مسجد بھری ہوتی ہے آپ کی تمام مسجدیں بھری ہوں اور ہمیشہ بھری رہنے والی ہوں۔

ایک بات مجھے آپ کی بہت اچھی لگی ہے کہ آپ نے مسجدیں بنانے کی طرف توجہ دی ہے اور بہت چھوٹی چھوٹی جگہوں پر بہت خوبصورت مسجدیں بنائی ہیں۔ لیکن ان مسجدوں کو نیک اور پاکباز نمازیوں سے بھرنا ہے۔ عمارتیں بنانا ہمارا مقصد نہیں بلکہ عباد الرحمان پیدا کرنا ہمارا مقصد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ نمازیں پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل حاصل کرو گے اور اس کی برکتیں بھی حاصل ہوں گی۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ نماز میں ایسی حالت میں آؤ کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ دل میں ہو۔ دوسرے دنیاوی خیالات ہیں، کاروباری خیالات ہیں یا دوسری دنیاداروں کی باتیں ہیں ان کو مکمل طور پر اس وقت دل سے نکال دو اور جب اس طرح صرف خالص اللہ کے ہو کر نمازیں پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر مہربان بھی ہو گا اور رحم فرمائے گا۔

پھر ان عبادتوں کے ساتھ ایک اہم چیز تمہارے دوسرے اعمال ہیں۔ ان اعمال میں بھی تمہاری اس نیکی کا اثر ظاہر ہونا چاہئے۔ اس لئے یہ معیار حاصل کرنے کے لئے تمہارے ہر قول و فعل سے سچائی ظاہر ہونی چاہئے۔ کبھی دھوکہ اور جھوٹ تمہارے کسی عمل سے ظاہر نہ ہو۔ کیونکہ اگر ہماری باتوں میں جھوٹ اور غلط بیانی شامل ہے تو یہ شرک کی طرف لے جانے والی چیز ہے۔ اس لئے شرک سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو بھی اور اپنے بچوں کو بھی جھوٹ سے پاک کرنا ہو گا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے دو بڑے حکم ہیں۔ پس ہمیشہ ان کو اپنے پیش نظر رکھو یعنی ایک تو ایک خدا کو ماننا اور اس کی محبت دل میں قائم کرنا۔ اس سے بڑھ کر کسی سے محبت نہ ہو۔ اور اس محبت کا یہ تقاضا ہے کہ اس کے ہر حکم کی تعمیل بھی ہو۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی ہو۔ اپنے کسی بھائی کو کسی بھی قسم کی تکلیف نہ پہنچاؤ بلکہ ایک دوسرے کے کام آؤ۔ اگر تم یہ دونوں باتیں نہیں کر رہے تو تمہارا اس زمانے کے امام صادق سے تعلق اور بیعت کا دعویٰ صرف منہ کی باتیں ہیں۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس درد کے ساتھ اپنے ماننے والوں کو جو نصائح فرمائی ہیں ان پر عمل کرنے والے ہوں۔

اسی ضمن میں دوسری بات میں یہ کہنی چاہتا ہوں کہ آج ہم خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نئی ایجادات کے ذریعے سے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی ہر جگہ پہنچانے کا موقع میسر فرمایا ہے پس اس سے بھی فائدہ اٹھائیں اور ایم ٹی اے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو نعمت میسر فرمائی ہے اس میں وہ تمام پروگرام جو آپ سمجھ سکتے ہیں وہ دیکھیں۔ خاص طور پر خطبہ جمعہ کو ضرور سننے کی عادت ڈالیں۔ کیونکہ اب تک کی ملاقاتوں میں جو جائزہ میں نے لیا ہے اس سے مجھے احساس ہوا ہے کہ کافی بڑی تعداد یہاں جماعت کی ہے جو ایم ٹی اے سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھاتی۔ اس طرف جماعتی نظام بھی توجہ دے اور ذیلی تنظیمیں بھی توجہ دیں اور دیکھیں کہ کتنے لوگ ایم ٹی اے سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور کیا کوشش کرنی چاہئے جن سے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا جا سکے کیونکہ جتنی زیادہ دنیا میں مذہب سے دور لے جانے والی دلچسپیاں پیدا ہو رہی ہیں اتنی زیادہ ہمیں اس سلسلے میں کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔

پس جہاں اس کے لئے عملی کوشش کریں کہ دنیا کے گند سے بچیں وہاں ان دنوں میں جیسا کہ میں نے کہا ہے نمازوں اور دعاؤں کی طرف بھی خاص توجہ پیدا کریں۔ اور جیسا کہ میں نے کہا ان دنوں میں یہ عہد بھی کریں اور اللہ سے مدد بھی مانگیں اور کوشش بھی کریں کہ زیادہ سے زیادہ ایسے پروگرام جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا جا رہا ہو ان کو توجہ سے سنا جائے۔ ان دنوں میں ایک دوسرے سے ملنے ملانے، ملاقات کرنے اور پیار و محبت کو پھیلانے کی طرف بھی خاص توجہ دیں۔ کیونکہ یہ جلسے کا ماحول جو آپ کو میسر آیا ہے اس میں محبتیں بکھیرنے کا یہ بہت عمدہ موقع ہے۔ ہر قسم کے اعلیٰ اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے کی طرف خاص توجہ کریں۔ اور پھر اس تبدیلی کو ہمیشہ اپنی زندگی کا حصہ بنا لیں تا کہ آپ کے ماحول کو یہ نظر آئے کہ احمدی عبادتوں میں بھی اعلیٰ ہیں اور اخلاق میں بھی اعلیٰ ہیں، احمدیوں اور دوسروں میں ایک نمایاں فرق ہے۔ آپ کے یہ خاموش عمل بھی خاموش تبلیغ کر رہے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور یہ جلسہ بے شمار رحمتوں اور برکتوں کا حامل بن جائے۔ اور آپ میں سے ہر ایک اس جلسہ کی بے شمار برکات سے فائدہ اٹھانے والا ہو۔

عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر

ایک عجیب و غریب مضحکہ خیز دلیل

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

یہاں سڈنی میں ایک ''آسٹریلین کیتھولک یونیورسٹی کے پروفیسر رچرڈ سونبرن(Richard Swinburne) نے ایک تقریر فرمائی جس کا خلاصہ یہاں کے ایک موقر روزنامہ میں شائع ہوا۔ ساتھ اس پر تبصرے بھی شائع کئے۔ پروفیسر صاحب نے بعض مفروضوں (Assumptions) پر اپنی دلیل کی بنیاد رکھ کر ''امکانات کی تھیوری'' Theory Of Probability) کے ذریعہ کمپیوٹر کے مدد سے حساب لگا کر یہ ثابت کیا کہ ایک ہزار میں سے ایک امکان ہے کہ یسوع کا مُردوں سے جی اٹھنا غلط ہو یعنی ہزار میں سے ۹۹۹ کا امکان ہے کہ وہ مر کر جی اٹھے ہوں۔ جن مفروضوں پر انہوں نے اپنے حساب کی بنیاد رکھی وہ حسب ذیل تھے۔

۱۔ خدا کے موجود ہونے کا پچاس فیصد امکان ہے کیونکہ ہوسکتا ہے وہ واقعی موجود ہو اور ہوسکتا ہے نہ ہی ہو۔

۲۔ یسوع مسیح کو بعد وفات زندہ اٹھائے جانے کی بابت چاروں انجیلوں میں جو کچھ لکھا ہے اس کی حیثیت محض پانچ فیصد گواہی کی ہے۔ دس میں سے صرف ایک امکان ہے کہ انجیلیں یسوع مسیح کی زندگی اور دوبارہ جی اٹھنے کا ذکر اُس طرح کریں گی جس طرح کہ انہوں نے کیا ہے۔

پروفیسر سونبرن صاحب نے اس سوال کے تین جزو بنائے ہیں۔

اوّل: کیا ایسے عقلی وسائنسی دلائل موجود ہیں جن کی رو سے خدا کا وجود ثابت ہوتا ہو۔

دوم: کیا ایسے عقلی دلائل موجود ہیں کہ خدا ایک مادی جسم اختیار کرسکتا ہے۔

سوم: اگر خدا مادی جسم اختیار کرسکتا ہے تو کیا وہ زمین پر اس طرح کی زندگی گزار سکتا ہے جس طرح کی انہوں نے گزاری۔

پروفیسر صاحب نے اس موضوع پر ایک کتاب شائع کی ہے جو آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے شائع کی ہے جس کا نام The Resurrection of God Incarnate ہے۔ یہی موضوع ان کے لیکچر کا تھا۔ امکانی تھیوری کے حساب کتاب کے مطابق دوبارہ جی اٹھنے کے امکان کا غلط ہونا ہزار میں سے ایک ہے۔

(ماخوذ از سڈنی مارننگ ہیرلڈ ۱۹/ جولائی ۲۰۰۵ء)

اخبار مذکور کی اشاعت ۱۹، ۲۰ جولائی ۲۰۰۵ء میں پروفیسر صاحب کی تقریر پر جو تبصرے آئے وہ حسب ذیل تھے۔

یونیورسٹی آف نیوساؤتھ ویلز سڈنی کے شعبہ حساب کے پروفیسر کالن سدرلینڈ نے لکھا:

''میں گمان کرتا ہوں کہ دوبارہ جی اٹھنے کا مسئلہ ایسا ہے کہ اسے حساب کے ذریعہ ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ عمومی طور پر حساب آپ کو یہی بتا سکتا ہے کہ اگر یہ بات درست ہے تو فلاں دوسری بات بھی درست ہوگی لیکن ضروری ہے کہ آپ کے بنیادی مفروضے (Basic Assumptions) بڑے واضح ہوں۔ کیونکہ اس طرح کی بحث سے آپ جن نتائج پر پہنچتے ہیں وہ صرف اُنہیں مفروضوں کی عکاسی کرتے ہیں جن سے آپ نے اپنے حساب کا آغاز کیا تھا۔ اس مفروضہ کی کیا بنیاد ہے کہ خدا کے وجود کا امکان ۵۰ فیصد ہے اور اس بات کا امکان بھی ۵۰ فیصد ہے کہ اُس نے کبھی جسم اختیار کرلیا ہو۔''

پچاس فیصد امکان کے مضحکہ خیز ہونے کے بارہ میں مائیکل فاکس نے لکھا:

''رچرڈ سونبرن نے بتلایا ہے کہ اُن کے حساب کے مطابق اس بات کا ۹۷ فیصد امکان ہے کہ خدا نے یسوع کو مردوں میں سے اٹھایا ہو۔ یہ کیا ہی بے تکی بات ہے۔ اس دلیل میں بہت سی کمزوریاں ہیں مثلاً اسی کو دیکھیں کہ خدا یا تو ہے یا نہیں ہے۔ لہٰذا سونبرن کے نزدیک اس کا امکان ۵۰ فیصد ہے۔ اگر اس دلیل کو آپ تسلیم کرتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ میرے گھر میں ایک پرانا ڈبہ پڑا ہوا ہے جس میں یا تو ایک ملین ڈالر پڑے ہیں یا نہیں پڑے ہیں۔ یہ ڈبہ میں آپ کو ایک ہزار ڈالر کے بدلہ میں دے دوں گا۔ مشتری اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ اس میں ایک ملین ڈالر برآمد ہونے کا پچاس فیصد امکان ہے جس کے درست ہونے کی صورت میں آپ کو نولاکھ ننانوے ہزار ڈالر کا فائدہ ہوگا۔ کوئی ہے جو خریدنا چاہے؟'' (ایضاً)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ پروفیسر صاحب نے جو سوالات اٹھائے ہیں اور ابتدائی مفروضے قائم کئے ہیں ان پر تو بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ صرف چند ایک نکات کا ذکر کرنا مناسب ہوگا۔ ذرا اپنی امکانات کی تھیوری کو ان پر لگا کر دیکھیں تو شائد حقیقت ان پر کھل جائے۔

۱۔ عقل کی رو سے خدا کے وجود کا ثبوت:

(ا) ہر وہ چیز جس کی ابتداء ہے اس کی انتہاء بھی ہے۔ لہٰذا اُس کے ہونے سے پہلے بھی کوئی ہوگا اور اس کے ختم ہونے کے بعد بھی کوئی رہے گا۔ وہ وجود جو اوّل و آخر ہے جو اپنی ذات میں قائم اور ہر مخلوق کو قائم رکھنے والا ہے وہی خدا ہے۔ کیا آپ تسلیم کرتے ہیں کہ کائنات اور وقت (مکان اور زمان) کا آغاز بگ بینگ سے ہوا تھا اور یہ کائنات ہمیشہ سے نہ ایسی رہی ہے اور نہ ایسے ہی رہے گی۔ کیا کوئی چیز اپنی خالق خود ہوسکتی ہے؟ اپنی طاقتوں، صفات، تاثیرات اور عمر وغیرہ کو خود اپنی مرضی سے متعین کرسکتی ہے؟ اگر تمام مخلوق اپنی طاقتوں کے دائروں میں پابند ہے اور ان سے باہر نہیں نکل سکتی تو وہ حدیں مقرر کرنے والی ہستی کون سی ہے؟

(ب) کائنات کے کھربوں کھرب ستاروں کو بغیر ظاہری ستونوں کے کس نے لٹکا رکھا ہے؟ کرّوں کو اپنے اپنے مدار (Orbit) میں کس نے رکھا ہوا ہے؟ مدار میں چلتے رہنے کے لئے کرّوں کا مادہ (Mass)، قوت کشش (Gravity)، ان کا باہم فاصلہ اور رفتار گردش (Velocity) وغیرہ کا ایک خاص مقدار میں ہونا کائنات میں وضع میزان (توازن) کے لئے ضروری ہے۔ اگر ان میں سے ایک چیز بھی کم و بیش ہو تو کرّے یا تو باہم قریب ہو کر ٹکرا جائیں یا دور ہو کر تباہ ہو جائیں۔ کیا یہ ایک مدبّر بالا رادہ خدا کی تخلیق ہے یا محض اتفاق (Chance)؟ مختلف عناصر (Elements) کے ایٹم باہم اکٹھے کیسے ہو گئے؟ مثلاً کہیں لوہا بن گیا کہیں سونا، پیتل اور کاربن وغیرہ اور پھر عناصر کا باہم تعلق کیا خود بخود بن گیا تھا؟ ستاروں کو مدار میں رکھنے کا نظام کائنات کے ایک ایک ایٹم میں کس نے قائم کیا جس سے الیکٹران مرکز کے گرد کئی طاقتوں کے زیر اثر توازن برقرار رکھتے ہوئے ہر آن محو گردش رہتے ہیں؟

(ج) سائنسدان کہتے ہیں کہ اگر اتفاق (Probability or Chance) اتنی کم ہو جائے کہ ایک (۱) کے عدد کے دائیں طرف پچاس صفرے لگانے سے جو عدد بنتا ہے اُس میں سے صرف ایک امکان رہ جائے تو ایسا امکان عملاً صفر سمجھا جاتا ہے یعنی امکان رہتا ہی نہیں۔ ڈیزائن یا ارادہ سے ہی ایسے ہوسکتا ہے۔ اب وہ Amino Acids پانچ سو ہیں جو باہم مل کر ہر پروٹین کا مالیکیول بناتے ہیں ایسے کھربوں ہر انسان کے وجود کا حصہ ہوتے ہیں۔ اب اگر یہ ایمینو ایسڈ اتفاق سے اکٹھے ہو کر ایک مالیکیول (Molecule) بناتے تو اس کا امکان ایک (۱) کے دائیں طرف 950 صفر اگر لگا دیئے جائیں تو ان میں سے صرف ایک دفعہ کا ہے۔ گویا اس کو امکان کا نام دیا ہی نہیں جاسکتا ہے۔ یہ کسی حکیم و قدیر مُدَبّر بالا رادہ ہستی کا ہی کام ہوسکتا ہے۔ پروفیسر صاحب اِسے 50 فیصد امکان کیسے قرار دے سکتے ہیں۔

(د) حیوانات کے وجود کا ذرّہ ذرّہ، ان کے اعضاء، قُویٰ، استعدادیں اور پھر ان کو استعمال کرنے کے لئے جِبلّت (Instinct) اور شعور کے ذریعہ ہدایت میں اَن گنت راز پوشیدہ ہیں۔ مثلاً پرندوں کا انڈوں پر بیٹھنا، بچوں کو پالنا، گھونسلہ بنانا، اڑنا وغیرہ اُن کے دماغوں میں کون ڈالتا ہے؟ انسانی آنکھ ہی کو لیں ایک مکمل کیمرہ سے کہیں زیادہ پیچیدہ یونٹ ہے جو ارتقاء کے نتیجہ میں وجود میں آ ہی نہیں سکتا کہ گویا پہلے ایک حصہ بنا ہو جب نظر نہ آیا تو خود بخود دوسرا حصہ بن جائے پھر بھی نظر نہ آئے تو تیسرا حصہ بن جائے اس طرح بغیر غلطی کے ایک خاص طرف چلتے چلاتے آنکھ وجود میں آ گئی ہو۔ یہی حال دل، دماغ، گردوں، پھیپھڑوں وغیرہ کا ہے۔ کیا یہ لاکھوں اتفاقات تھے جو کائنات میں ہر طرف بکھرے نظر آتے ہیں یا ایک پُرحکمت تخلیق ہے؟

2۔ کیا خدا جسم اختیار کرسکتا ہے؟

خدا کی ذات بھی زمان و مکان کی پابندیوں سے پاک ہے اور اس کی صفات بھی۔ اس کے بالمقابل انسان کا جسم تین جہات (لمبائی، چوڑائی، موٹائی) میں پابند اور محدود ہے۔ پروفیسر صاحب کس حساب سے ایک غیر محدود ہستی کو ایک محدود وجود میں کامل طور پر سمٹنے کا تصور کر سکتے ہیں۔ خدا کے برابر یا ہمسر کوئی ہو ہی نہیں سکتا اس لئے اگر سارے سمندر کا پانی پورے کا پورا ایک پیالہ میں نہیں آ سکتا تو ایک غیر محدود ہستی ایک پابندِ زمان و مکان وجود کے اندر کیسے سما سکتی ہے۔ جبکہ آپ کا عقیدہ ہے کہ یسوع مسیح کامل خدا بھی تھا اور کامل انسان بھی تھا۔ یہ تضاد ہے۔ کیونکہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ بیک وقت کوئی وجود غیر محدود بھی ہو اور محدود بھی ہو۔ اگر وہ غیر محدود ہے تو محدود نہیں اور اگر وہ محدود ہے تو غیر محدود نہیں۔ اللہ اپنی صفات کے لحاظ سے بھی غیر محدود ہے۔ مثلاً وہ قیوم ہے اور قیوم ہونے کے لئے ہر وقت ہر جگہ موجود ہونا ضروری ہے ورنہ وہ چیزوں کو قائم کیسے رکھ سکتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام جو محدود طاقتوں والے انسان تھے جب وہ چلتے پھرتے نظر آتے تھے انہوں نے کب زمین کو اٹھا کر اپنے مدار پر قائم رکھا ہوا تھا یا آسمان کو تھاما ہوا تھا۔ وہ تو خود نو ماہ ماں کے پیٹ کے اندر مقیّد رہے۔ اگر وہ بیک وقت کامل خدا اور کامل انسان تھے تو ان کا علم کیوں ناقص تھا۔ دشمنوں سے بچنے کی قدرت کیوں نہ تھی؟ کیا وہ بحیثیت انسان اپنی ہی دوسری حیثیت خدا سے دعائیں کیا کرتے تھے۔

خدا انسانی جسم کیسے اختیار کرسکتا ہے۔ انسانی جسم کے ہر سَیل (Cell) میں ۴۶ کروموسوم ہوتے ہیں جن میں سے نصف والد کی طرف سے اور نصف والدہ کی طرف سے آتے ہیں۔ خدا کی نہ تو ماں ہے، نہ باپ، نہ بیوی۔ کیونکہ بیوی کے لئے ہم جنس ہونا ضروری ہوتا ہے۔ خدا مادی کروموسومز سے بھی پاک ہے تو انسانی شکل میں اس کا بیٹا کیسے ہوسکتا ہے۔ خدا خالق ہے تو بندہ مخلوق۔ تو یسوع مسیح ایک ہی وقت میں غیر محدود طاقتوں والے کامل خدا اور محدود و ناقص طاقتوں والے کامل انسان کیسے ہوسکتے ہیں۔ اس لئے خدا کے مجسم ہونے کا مفروضہ ہی غلط ہے۔

۳۔ مُردوں میں سے جی اٹھنا۔

یہ جہان اگر مادی ہے تو دوسرا جہان غیر مادی اور روحانی ہے۔ لہٰذا مادی جسم کے ساتھ کوئی اُس جہان میں نہیں جا سکتا۔ جسم کا مادی چولہ مادی جہان ہی میں اتار پھینک کر وہاں جانا پڑتا ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ جی اٹھے تھے تو وہ چھپتے چھپاتے بھیس بدل کر کیوں پھرتے رہے؟ جسم پر زخموں کے نشانات کیوں تھے؟ کیا نیک آدمی مرنے کے بعد اپنی بیماریوں کے نشان اور داغ لے کر اگلے جہان جایا کرتے ہیں؟ کیا روحانی انسان مادی کھانا جیسے روٹی اور مچھلی بھی کھایا کرتے ہیں؟ پتہ نہیں اس طرف عیسائی بھائیوں کا خیال کیوں نہیں جاتا کہ عیسیٰؑ صلیب پر چڑھائے ضرور گئے تھے، زخمی بھی ہوئے تھے لیکن صلیب پر مرنے کی موت سے بچائے گئے تھے کیونکہ وہ سچے نبی تھے۔ مفتری نہ تھے۔

پس پروفیسر سِوِنبرن صاحب نے اپنے عقائد کے مطابق جو مفروضے کمپیوٹر میں ڈالے تھے ان کو ویسا ہی جواب مل گیا۔ حسابی سوالات میں تو یہی کچھ ہوتا ہے کہ اگر یہ بات درست ہے تو فلاں بات بھی درست ہوگی۔ سائنس کی بنیاد تو حواس خمسہ کے مشاہدات (Observation) اور مادی تجربات پر ہوتی ہے۔ روحانی معاملات اُن کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں۔ روحانی مشاہدات و واردات میں ان پر بھروسہ کرنا ایسے ہی ہے جیسے آنکھوں کا کام ناک سے اور زبان کا کام کان سے لینے کی کوشش کی جائے۔

❀❀❀❀❀❀❀

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: ***Muhammad Sajid Qamar***

Tel: 020 8239 8312 Mobile:07734470783 Fax: 020 8664 1190

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

Kake (بینن) مغربی افریقہ میں
مسجد النور کے افتتاح کی پُرمسرت و مبارک تقریب

(رپورٹ : ناصر احمد محمود طاہر۔ مبلغ سلسلہ بینن)

کوِلن (Collin) ڈیپارٹمنٹ کے گاؤں 'کاکے' (Kake) میں امسال جماعت احمدیہ کو ایک مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی۔ (الحمد للہ علیٰ ذالک) یہ علاقہ بھی ہمارے بینن کے مبلغ سلسلہ محترم اصغر علی بھٹی صاحب کے سپرد ہے اور انہیں دورانِ سال بفضلہٖ تعالیٰ اپنے ڈیپارٹمنٹ میں چار مساجد کی تعمیر کا کام مکمل کروا کے افتتاح کروانے کی توفیق ملی۔

Kake کا گاؤں ایک دوسرے گاؤں توئی (جہاں پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دورہ بینن کے دوران تشریف لے گئے تھے) سے 6 کلومیٹر شمال میں ہے اس گاؤں کے ساتھ ایک اور گاؤں Malite ہے۔ Kake اور Malite میں 1998ء میں احمدیت آئی۔ 'کاکے' میں مسجد نہ تھی اس لئے یہاں کے لوگ ''مالی تے'' جا کر نماز اور جمعہ پڑھا کرتے تھے جو تین کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ 2002ء میں جب جماعت احمدیہ بینن نے اپنا جلسہ سالانہ کرنے کا اعلان کیا تو Malite کے ملّاں حضرات نے شرارت کی۔ یہ ملّاں حضرات پاکستان سے آئے تھے اور یہاں ایک ہفتہ رہے اور لوگوں کو جماعت سے متنفر کیا اور انہیں ڈرایا دھمکایا کہ احمدیوں کے ساتھ ملنے سے تم کافر ہو جاؤ گے۔ Malite کے لوگ احمدیت سے منکر ہو گئے انہوں نے Kake کے لوگوں کو بھی انکار پر ابھارا۔ انہوں نے انکار تو نہ کیا مگر گیارہ افراد پر مشتمل وفد جس میں گاؤں کے چیف، بڑے بڑے امام اور معلم تھے لے کر توئی پہنچے اور مبلغ سلسلہ مکرم اصغر علی بھٹی صاحب سے ان اعتراضات پر جو ملّاں حضرات نے انہیں سکھائے تھے 2 گھنٹے بحث کی۔ باحوالہ اور مدلّل جواب ملنے پر مطمئن ہو گئے اور واپس جا کر اپنے احمدی رہنے کا اعلان کر دیا جس سے ان کی مسجد Malite چھوٹ گئی اور وہ اپنے گاؤں Kake میں کچی سی جھونپڑی کی طرز کی مسجد بنا کر نماز اور جمعہ ادا کرنے لگے۔ بینن کے مرکزی مشن سے یہاں مسجد تعمیر کرنے کا فوری طور پر پروگرام بنا۔ تعمیر شروع کر دی گئی مگر مالی دقتوں کی وجہ سے تعمیر ہوتے ہوتے تین سال لگ گئے۔ بہر حال اکتوبر 2002ء سے اس کی تعمیر کا آغاز ہوا اور مئی 2005 میں مسجد مکمل ہوگئی۔

چنانچہ مورخہ 30 مئی 2005ء کو اس مسجد کی افتتاح کی تقریب 3:00 بجے بعد دوپہر منعقد ہوئی۔ اس افتتاحی تقریب کے لئے محترم امیر صاحب بینن کا وفد وقت مقررہ پر پہنچا تو احباب جماعت نے ان کا استقبال بڑی گرم جوشی سے کیا۔ گاؤں کی عورتیں اپنی زبان میں نغمات گا رہی تھیں کہ خدا کا بے انتہا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ہر آن اپنی نعمتوں سے نوازا۔ جس طرح خدا نعمتیں نوازتا ہوا تھکتا نہیں وہ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم شکر ادا کرتے ہوئے نہ تھکیں۔

استقبالیہ نغمات کے بعد تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت کے بعد گاؤں کے جماعتی نمائندے نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس مسجد کی تعمیر کو گاؤں اور تمام مسلمانوں کے لئے باعثِ برکت ورحمت گردانا۔ پھر گاؤں کے چیف نے اپنی تقریر میں بتایا کہ اس علاقہ کا ایک سردار اس مسجد کے بننے سے خوش نہ تھا خدا اس کو خود دیکھے گا مگر ہم یہاں آنے سے کسی کو نہیں روکیں گے۔ ہر ایک نماز پڑھ سکتا ہے ہم ہر ایک کیلئے برکت کی دعا کرتے ہیں۔

ایک قریبی گاؤں آئی اے تورو کے صدر جماعت نے کہا ہم بھی جماعت احمدیہ کی اس قسم کی خدمت کے منتظر ہیں۔ توئی گاؤں کے ایک بزرگ نے مبلغینِ کرام کی بینن میں آمد کو خدا کا احسان قرار دیا اور ''کاکے'' کے لوگوں کو مسجد آباد رکھنے کی تاکید کی۔ اسی طرح توئی کے سنٹرل امام نے بھی اپنی تقریر میں خدا کے گھر میں بغیر کسی رنگ و نسل اور قوم و ملت کے امتیاز کے عبادت کرنے کا کہا۔

مرکزی وفد میں سے محترم نائب امیر صاحب بینن نے اپنی تقریر میں کہا کہ احمدیت کا پیغام ہر ایک کے لئے بغیر کسی جھگڑے اور نفرت کے ہے۔ یہ محبت کا پیغام ہے تا کہ خدا کی محبت اور اس کا خوف ہر ایک کے دل میں بڑھے اور ہمارے ہاں مساجد خدا کا فضل، اس کی محبت کھینچنے کا ذریعہ ہیں اس روح کو قائم رکھیں۔

آخری خطاب محترم امیر صاحب کا تھا جس میں آپ نے حاضرین کو درختوں کی مثال دے کر کہا کہ جیسے خزاں کے موسم میں جو درخت کٹ نہیں جاتے اپنی جڑ اور تنے سے جڑے رہتے ہیں موسم بہار میں سرسبز اور ہرے بھرے ہونے لگتے ہیں۔ اسی طرح مذہبی مخالفت میں جو لوگ اپنا تعلق نہیں توڑتے بلکہ جماعت کے ساتھ وابستہ رہتے ہیں انہیں چندروزہ مخالفت برداشت کرنے کے نتیجہ میں دائمی پھل لگتے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کے درخت کی بے شمار شاخیں ہیں ہر لوکل جماعت ایک شاخ ہے اور آپ سب میں اسلام کے درخت کی رونق ہونی چاہئے اس لئے آپ کا اصل تنے سے اچھا اور مضبوط تعلق ہونا چاہئے تا کہ سرسبزی قائم رہے۔

اس تقریر کے بعد تمام حاضرین، جو ۲۱۰ سے زائد تھے مسجد کے صحن میں داخل ہوئے جہاں بینن کے نائب امیر مکرم عیسیٰ داؤد صاحب کو ساتھ لے کر محترم امیر صاحب نے یادگاری تختی کی نقاب کشائی کی۔ بعد ازاں اجتماعی دعا ہوئی۔ سب حاضرین نے نمازِ عصر اس مسجد میں ادا کی۔

Kake گاؤں کی اس مسجد پر کل ۱۰۶ ملین فرانک سیفا کا خرچ آیا جبکہ گاؤں کے افراد نے محنت مزدوری اور وقارِ عمل کے ذریعہ ۱۶۰،۰۰۰ فرانک سیفا کی بچت کی۔

دعا ہے کہ مولا کریم اس گھر کو ہر مخالفت سے بچاتے ہوئے ہمیشہ اپنے عبادت گزار بندوں سے بھرے رکھے اور یہ عالمِ اسلام کی اس علاقہ میں ترقی اور استحکام کا موجب بنا رہے۔ یہاں کے بچے، بڑے اس خدا کے گھر سے وابستہ ہو جائیں اور اسلام کی تعلیم حاصل کرنے والے ہوں۔ (آمین)

☪☪☪☪☪☪☪

بقیہ: تاریخی اہمیت کے حامل
پُرمسرّت و مبارک ایّام
از صفحہ نمبر 4

اس لئے جہاں ان پاک نیک لوگوں کے لئے ہم پر کچھ فرائض ہیں جو خدا کے نام کی خاطر اور خدا کے دین اور خدا کے پیاروں کی محبت کی خاطر یہاں پہنچے ہیں یا پہنچتے رہے ہیں، جہاں ان کے حقوق ادا کرنے کی بڑی ذمّہ داریاں ادا ہوتی ہیں وہاں ان کو غیروں کے اثر سے بچانے کی بھی ہم پر ذمّہ داری عائد ہوتی ہے اور اس کے لئے آپ سب کو نگران رہنا چاہئے۔ ظاہری سیکیورٹی وغیرہ کے جو انتظامات ہیں وہ تو محض بہانہ ہوتے ہیں۔ اصل تو خدا تعالیٰ کا فضل ہے لیکن خدا تعالیٰ کا فضل جن جن مشکلوں میں ڈھلتا ہے جن جن وسیلوں میں سے گزر کے آگے بڑھتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر مومن صاحب فراست ہوتا ہے۔ ہر مومن کو بیدار مغز ہونا چاہئے۔ جہاں اس کو کوئی رخنہ دکھائی دے وہاں کوشش ہونی چاہئے کہ وہ رخنہ بند ہو جائے پیشتر اس کے کہ اس کے نتیجہ میں کوئی فساد ابل پڑے۔ اسی طرح اپنی چیزوں کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ مجھے تجربہ ہے کہ جلسہ کے موقعہ پر جماعت مومنین کو بھولا بھالا سمجھ کر کئی چور اچکے بھی آ جاتے ہیں اور پھر لوگوں کو اس سے بڑی تکلیف پہنچتی ہے اسلئے میں آپ کو نصیحت کر رہا ہوں۔ آپ خود بھی یہ نصیحت ذہن نشین کر لیں لیکن آنے والوں کو بھی بتائیں کہ اپنے سامانوں کی حفاظت کریں۔ باہر سے کثرت سے لوگ آنے والے ہیں۔

پس جہاں جہاں جس قیام گاہ میں آپ ٹھہرتے ہیں کوئی قیامگاہ ایسی نہیں ہونی چاہئے جہاں آپ اپنا امیر نہ بنائیں۔ اگر یہ نظام جلسہ سالانہ قادیان کے منتظمین نے جاری فرما دیا ہے تو اس نظام کے مطابق کام کریں۔ اگر نہیں ہے تو یاد رکھیں کہ ہر کمرہ کا ایک امیر ہونا ضروری ہے۔ اس کا نظام کے تابع انتخاب کر کے یا مقرر کروا کے پھر اندرونی انتظامات کو مکمل کریں۔ کوئی بیمار ہوتا ہے تو وہ کیا کرے؟ اس کا ان سب کو علم ہونا چاہئے۔ کوئی اور ایمرجنسی ہو جاتی ہے، حادثہ ہو جاتا ہے تو کیا ہونا چاہئے؟ یہ پھر آپ کی قیامگاہ کے امیر کا کام ہے کہ اپنے ساتھ نائبین بنائے۔ سب ضروریات پر نظر رکھتے ہوئے وقت پر آپ کو مطلع کرے بلکہ پہلے سے بتا رکھے کہ یہ بات ہو تو یہ ہونا چاہئے، فلاں بات ہو تو یہ ہونا چاہئے۔ کوئی کسی قسم کی شرارت کرتا ہے تو اس کا یہ توڑ ہے۔ اگر پولیس کے پاس جانا ہے تو کس طرح جانا ہے۔ کس نظام کی معرفت اور کس وسیلے سے پہنچنا ہے۔ یہ ساری باتیں ایسی تفصیلی ہیں جو بعض دفعہ منتظمین سمجھتے ہیں کہ سب کے علم میں ہی ہیں، سب کے سب جانتے ہیں کیونکہ خود ان کے علم میں ہیں۔ حالانکہ بہت سے بھولے بھالے باہر سے آنے والے ایسے ہیں کہ ان کو کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ کیا کرنا چاہئے۔ ان کی تربیت کرنی ضروری ہے۔

پس جماعت کے ہر نظام میں تربیت کا ایک از خود رفتہ نظام جاری ہو جایا کرتا ہے اور جلسے کی برکتوں میں سے ایک یہ بھی برکت ہے کہ اس جاری وساری نظام سے بہت سے لوگ فیض پاتے ہیں اور واپس جا کر بہتر زندگی گذارنے کی اہلیت حاصل کر چکے ہوتے ہیں۔

پس اس بات کو یاد رکھئے کہ **حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات میں سے ایک یہ بھی احسان ہے کہ امارت کے بغیر کی زندگی کا کوئی تصور بھی مسلمان کے لئے باقی نہیں رہتا۔** اسے لازماً نظام کی کڑی کے طور پر نظام کے سلسلے سے مربوط ہو کر رہنا پڑے گا اور اس کا یہ طریق ہمیں سمجھایا کہ اگر تم سفر پر جاتے ہو، کہیں بھی ہو، بغیر امارت کے نہیں رہنا چاہئے۔ یہی امارت ہے جس کا سلیقہ اگر مومنوں کو عطا ہو جائے تو اس سے صالح امامت رونما ہوتی ہے اور خلافت کی حفاظت کے لئے بھی اس نظام کا تفصیل سے جاری رہنا، جاری رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا بڑا ضروری ہے۔ پس ان تمام فسادات سے بچنے کے لئے اور اس دیرپا دوررس اور اعلیٰ نیت کے ساتھ کہ نظام جماعت کی حفاظت اور صالحیت کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں۔ جہاں بھی آپ رہیں گے وہاں ایک امیر بنا کے ان تمام باتوں پر نظر رکھئے جو ایسے بڑے اجتماعات میں حادثوں یا شرارتوں کی صورت میں رونما ہو سکتے ہیں۔ ان کی پیش بندی کے لئے ترکیب سوچئے۔ سامان پیچھے چھوڑ کر جاتے ہیں، کوئی آئے گا کیسے داخل ہوگا، اس کو اگر روکا جائے تو شرارت کا احتمال نہ ہو۔ یہ ساری باتیں ہیں جن میں توازن پیدا کرنا پڑتا ہے اور اس کے لئے اگر بیدار مغزی سے پہلے ہی متنبہ ہوں تو پھر آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے، ہمیں جلسے کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق بخشے۔

مقامی درویشوں پر بہت بڑا بوجھ ہے۔ بعض کے گھر اس طرح بھرے ہیں اور بھرنے والے ہیں کہ باہر سے آدمی دیکھے تو سوچ نہیں سکتا کہ اس گھر میں سے اتنے افراد نکلیں گے۔ آج کل تو مرغی خانے کا نظام اور طرح ہو گیا ہے۔ پرانے زمانے میں خصوصاً پنجاب میں چھوٹے چھوٹے دڑبے رکھے جاتے تھے اور ان میں قطع نظر اس کے کہ اتنی سانسوں کی گنجائش بھی ہے کہ نہیں، زمیندار مرغیاں گھسیڑتا چلا جاتا تھا حتی کہ آخر پر مشکل سے دروازہ بند کر دیتا تھا۔ یہ اللہ کی شان ہے کہ ایسی حالت میں مرغیاں بچ جاتی ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ بچپن میں میں نے دیکھا کہ ایک ڈربہ کھلا تو اس میں اتنی مرغیاں نکلیں گھبرائی ہوئی اور پریشان کہ یقین نہیں آتا تھا کہ اس چھوٹے سے ڈربے میں سے نکل رہی ہیں، لیکن یہ صرف مرغیوں کی دنیا کی بات نہیں ہے۔ احمدی جلسے میں ہر گھر مرغی خانہ بن جاتا ہے اور بعض دفعہ مہمان نکلتے ہیں اور اتنے نکلتے ہیں کہ انسان پریشان ہو جاتا ہے کہ کیسے اس میں سما گئے تھے۔ مگر دل کو خدا تعالیٰ نے وسعت عطا فرمائی ہے، ایثار کے جذبے عطا کئے ہیں محبت عطا کی ہے، اس کے نتیجے میں یہ سب انہونی باتیں ہو کر رہتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ محبت اور پیار کے انداز میں ان مشکل تقاضوں کو پورا کریں اور شوق سے اور پیار سے پورا کریں، لطف اٹھاتے ہوئے پورا کریں نہ کہ تکلیف محسوس کرتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے''۔

❋❋❋❋❋❋

موسم سرما کے بعض عوارض کے لئے
مفید ہومیوپیتھک نسخہ جات

(مرسلہ: رانا سعید احمد۔لندن)

نزلہ زکام

سردیوں کا موسم ہے ہومیو پیتھک طریقہ علاج سے آپ اور آپ کی فیملی اللہ کے فضل سے خیر و عافیت سے یہ سردیاں گزار سکتے ہیں۔

❁......حفظِ ماتقدم کے طور پر آپ ہفتہ میں ایک بار

BACILLINUM+INFLUENZINUM+

OSCILLOCOCINUM+DIPHTHERINUM

200 میں ملا کر استعمال کرتے رہیں۔آپ شدید قسم کے فلو وائرس وغیرہ سے محفوظ رہیں گے۔انشاءاللہ

❁......اگر آپ کو زکام،فلو،وائرس وغیرہ نے آلیا ہے تو یہی نسخہ دن میں 2 بار استعمال کریں (صبح ۔شام) اور اس کے ساتھ:

Kali Phos, Kali Mur,Ferrom Phos, Mag Phos,Nat-Phos,Nat.Mur 6 X

میں پندرہ پندرہ منٹ کے وقفہ سے دہرائیں جب تک افاقہ نہ ہو۔افاقہ ہونے کی صورت میں 6 x کا وقفہ بڑھا دیں۔ھوالشافی

❁......اگر آپ ہمیشہ نزلے کا شکار رہتے ہیں تو MEDORRHINUM 1000 ہفتہ وار استعمال کریں۔

❁......اگر آپ سخت بے چینی اور بے حد کمزور کرنے والے نزلے کا شکار ہیں تو Pyroginum اور Arsenic Alb 200 میں ملا کر چند دن ایک ایک بار اور اس کے ساتھ Kali-Mur, Kali-Phos, Ferrum-Phos,Mag-Phos 6X میں استعمال کریں۔

❁......اگر آپ کو سخت سردی لگے اور بخار بھی ہو اور تیز ہو جائے تو Bacilinum, Influenzinum,Pyroginum,Bryonia200 میں ملا کر 2 دن صبح۔شام پھر ہفتہ وار استعمال کریں اور اس کے ساتھ Kali-Mur,Kali-Phos, Ferrum-Phos,Kali-Sulf 6 X میں ملا کر بار بار دیں اور افاقہ ہونے پر 3 بار دن میں۔

❁......ایسے مریض جو بے حد ٹھنڈے ہوں اور کسی قسم کا ردِعمل نہ پیدا ہو رہا ہو تو Psorinum, Pyroginum, Gelsemium 200 میں ملا کر دیں انشاءاللہ شفا ہوگی۔

❁......نزلاتی تکلیفوں کے دوران اگر خارش ہو اور پانی بہے اور شدید نزلہ ہو تو Arum Triphyllum 30 طاقت میں استعمال کریں۔

❁......نزلہ ناک کی ہڈی کی وجہ سے ہو تو Arum-Met. 30 یا 200 طاقت میں استعمال کریں۔

بخار

❁......اگر آپ خدانخواستہ نمونیہ کا شکار ہو گئے ہوں تو Sulphur 200 صبح کے وقت اور Bryonia اور Phosphorus 30 طاقت ملا کر 4 مرتبہ دن میں لیں اور افاقہ ہونے پر صبح۔شام اس کے ساتھ Kali-Mur,Calc-Phos,Ferrum-Phos 6X دن میں کئی بار لیں۔

❁......اگر بخار تیز ہو جائے اور 39 C سے اوپر چڑھ جائے تو Sulphur,Pyroginum 200 میں ملا کر دیں اور اس کے ساتھ Kali-Phos اور Ferrum-Phos6 X ملا کر ہر دس منٹ کے وقفہ سے دہرائیں انشاءاللہ شفا ہوگی۔اگر پھر بھی بخار نہ ٹوٹے تو ان دواؤں کے ساتھ PARACETAMOL بھی دے سکتے ہیں۔

❁......بچے کا بخار بہت تیز ہو اور اس کے سر پر زیادہ اثر ہو۔ پاؤں برف کی طرح ٹھنڈے ہوں تو Ballononna 200 اولین دوا ہے۔

❁......بخار میں جسم ٹھنڈا ہو جائے لیکن سر پر گرمی کا احساس ہو تو یہ بہت خطرناک علامت ہے۔ایسی صورت Ballononna 200 ہر آدھے گھنٹے کے وقفے سے دیں خدا کے فضل سے چند خوراکیں ہی کافی وشافی ہوں گی۔

ٹھنڈ لگنا اور ہلکا ہلکا زکام

❁......شروع میں ہر دس منٹ کے بعد ایک ٹکی FERRUM-PHOS 6 X لیں۔ قے کی صورت میں KALI-MUR 6 X اور Kali-Sulph6X چھ (6) مرتبہ دن میں لیں۔(ہر پندرہ منٹ بعد تینوں دوائیں ملا کر بھی لی جاسکتی ہیں)

بخار

❁......اگر بچوں کو یا بڑوں کو بخار 39 درجہ حرارت سے کم ہو تو FERRUM-PHOS 12X میں ہر دس منٹ کے بعد ایک ٹکی دیں اگر بخار اس سے بڑھ جائے تو کالی فاس بھی 6X میں ہر دس منٹ کے وقفہ دہرائیں۔(دونوں ملا کر بھی دے سکتے ہیں)۔

❁......اگر بچوں کو دانت نکالتے ہوئے بخار ہو جائے تو FERRUM-PHOS 12 X اور SILICEA 12 X میں ادل بدل کر ہر گھنٹہ کے وقفہ سے دیں۔

بہنے والا نزلہ

❁.....FERRUM-PHOS 12 X میں اور NATRUM MUR 12 X میں ہر دس منٹ کے وقفہ سے ادل بدل کر لیں۔

گلے میں خراش

❁......سردی لگنے سے قبل Kali-Mur اور Ferrum-Phos ادل بدل کر پندرہ منٹ کے وقفہ سے دہرائیں۔

اگر آواز بھی خراب ہونی شروع ہو جائے تو Mag-Phos, Kali-Phos اور Ferrum-Phos کو ہر گھنٹہ کے بعد دہرائیں۔

کھانسی

خشک کھانسی ہو تو Ferrum-Phos 6X گھنٹہ گھنٹہ کے وقفہ سے دہرائیں۔ اس کے ساتھ Kali-Phos6X چھ مرتبہ دن میں استعمال کریں۔ مزمّن کھانسی کے لئے Kali-Mur چھ بار دن میں ایک یا دو ٹکیاں لیں۔

(www.howashafi.com)

❁❁❁❁❁❁

تعارف کتاب:

نام کتاب: حیاتِ منصورؒ

ناشر: مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیرِ انتظام شائع ہونے والی یہ کتاب حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحبؒ کی سیرت و سوانح پر مشتمل ایک قابلِ ستائش کوشش ہے۔

افسانوی ادب میں جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کے اچھے برے ہونے کا سہرا اس کے مصنف کے سر ہوتا ہے، مگر سیرت و سوانح پر لکھی گئی کسی کتاب کی دلچسپی کا دارومدار اس شخصیت پر ہوتا ہے جس کی سیرت لکھی جارہی ہو۔سو اس کتاب کا عنوان خود اپنا تعارف ہے۔تعارف کتاب کے زیرِ عنوان یہاں جو کچھ بھی لکھا جائے گا وہ حصولِ برکت کی ایک کوشش ہوگی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحبؒ ان شخصیات میں سے ہیں جو کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ مگر ساتھ ہی ساتھ آپ ان شخصیات میں سے بھی ہیں جن سے آئندہ نسلوں کو متعارف کرانا ایک قومی فریضہ کا درجہ رکھتا ہے۔ یہ کتاب اسی قومی فریضہ کی انجام دہی کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

بعض اوقات ہم کسی ہیرے کی خوبصورتی سے بہت متاثر ہوتے ہیں پھر اسے روشنی میں لے کر نکلیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تو حسن و جمال کا ایک اور جہان بھی آباد ہے، پھر اس کو گھما کر اس کے اور بھی پہلوؤں کو دیکھیں تو لگتا ہے کہ جواب تک دیکھا، وہ کچھ بھی نہیں تھا، اصل حسن تو اب ہماری آنکھ سے ہمکنار ہو رہا ہے۔اس کتاب کا ایک بہت بڑا کارنامہ یہ بھی ہے کہ یہ اس ہمہ جہت شخصیت کے تہہ در تہہ حسن و جمال کی آگاہی کو عام کرنے کا ایک وسیلہ ہے۔وہ روشنی، وہ جمال جو انکساری کے لباس میں اور بھی بھلا معلوم ہوتا تھا۔

یہ کتاب دراصل ایک مجموعہ ہے ان مضامین کا جو حضرت صاحبزادہ صاحبؒ کی شخصیت کے بارہ میں لکھے گئے۔کتاب کا آغاز ان بابرکت کلمات سے ہوتا ہے جو سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے والدِ محترم کے بارے میں رقم فرمائے۔ یہ کلمات حضرت صاحبزادہ صاحب کی شخصیت کا نہایت جامع بیان ہیں۔ ان کلمات کے اپنے کئی پہلو ہیں۔ ایک تو صاحبزادہ صاحب کے اوصاف حمیدہ کا بیان اور ساتھ ہی ساتھ ایک خلیفۃ المسیح کے پاک بچپن اور نوجوانی کی معطر فضاؤں سے آنے والی بادِ نسیم کے جانفزا جھونکے۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے وہ بابرکت کلمات بھی اس کتاب میں شامل ہیں جو حضورؒ نے آپ کی وفات کے بعد اپنے ایک خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمائے۔

آپ کی اولاد، آپ کے ساتھ کام کرنے والے، آپ سے بے تکلفی کا تعلق رکھنے والے، آپ کے رشتہ دار، غرض جو بھی آپ کو کسی بھی حوالہ سے جانتا ہے، آپ کی خلافت سے والہانہ محبت و عقیدت کا ضرور ذکر کرتا ہے۔اس کتاب کو پڑھ کر آپ محسوس کریں گے کہ حضرت صاحبزادہ صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے اس نعمت سے کس طرح مالا مال فرما رکھا تھا۔خلافت سے وہ تعلق جو مثالی ہو، جہاں انسان اپنے آپ کو بیچ دیتا ہے، جہاں اپنا ہر جذبہ، ہر خیال، ہر خواہش، اپنا سب کچھ اپنے امام کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

کتاب میں مضامین کے علاوہ تصاویر بھی ہیں۔ ہر تصویر کسی مضمون سے کم نہیں۔ایک تصویر میں آپ ایک اولوالعزم، بلند ہمت شخص کو دیکھتے ہیں، تو دوسری تصویر بتاتی ہے کہ ان اوصاف سے بڑھ کر عجز اور انکساری کی صفت چمک رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو حضرت صاحبزادہ صاحبؒ جیسے عالی مرتبت بزرگوں کو یاد رکھنے، ان کے نقشِ قدم پر چلنے اور ان کی زندگی کا مطالعہ کر کے ان کے شمائل حسنہ کو عادات اپنانے کی توفیق دے۔ آمین۔

❁❁❁❁❁

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے رابطہ کے لئے درج ذیل فون/فیکس نمبر استعمال کریں۔

Telephone Number:
020 8875 4321

Fax Number:
020 8870 5234

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اُذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ

مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیرؔ (مرحوم) کا ذکر خیر

(عبدالوھاب بن آدم ۔ امیرومبلغ انچارج جماعت احمدیہ غانا)

مکرم بشارت احمد بشیر صاحب کا شمار میرے محسنوں میں ہوتا ہے ۔ان کے احسانات میں کبھی فراموش نہیں کرسکتا ۔انہی کی تحریک پر میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے پاکستان گیا ۔انہیں بھی میرے ساتھ بے حد محبت تھی ۔ ہمارے اس باہمی قرب و محبت کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ جن دنوں آپ کماسی میں بطور مبلغ کام کررہے تھے، میں بھی کماسی میں تھا۔ ان دنوں خاکسار ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی کا طالب علم تھا۔سکول میں ابھی ہوسٹل کی سہولت میسّر نہ تھی لہذا میری رہائش مشن ہاؤس میں ہی تھی جہاں آپ رہا کرتے تھے ۔ان دنوں جماعت کی اقتصادی حالت بہت کمزور تھی ۔ گھر میں فریج وغیرہ نہ تھا، نہ ہی کوئی اپنی گاڑی میسّر تھی ۔اگر ٹھنڈا پانی پینا ہوتا تو دو میل کے فاصلہ پر واقع ایک مخلص احمدی مکرم الحاج الحسن عطاء صاحب کے گھر سے منگوانا پڑتا تھا۔گیس کی بجائے مٹی کے تیل سے چلنے والا چولہا استعمال ہوتا تھا۔آپ اسی پر اپنا کھانا پکاتے ۔اسے Pump کرنا پڑتا ۔یہ سارا مشن ہاؤس لکڑی کا بنا ہوا تھا ۔دیواریں، چھت، فرش بھی لکڑی کا تھا ۔ایک بار آپ کھانا پکانے کے لئے چولہے کو Pump کررہے تھے کہ اس پر پانی پڑ گیا یا نہ جانے کیا ہوا کہ چولہا پھٹ گیا ۔آپ کا چہرہ، ہاتھ پاؤں اور بازو بُری طرح جھلس گئے ۔آپ کو فوری طور پر ہسپتال پہنچانے کے لئے گاڑی نہ تھی ۔کافی تگ و دو کے بعد ایک ٹیکسی لے کر آپ کو ہسپتال پہنچایا گیا۔آپ کی حالت بے حد نازک تھی ۔یہی اندیشہ تھا کہ ابھی آپ خدا کو پیارے ہوئے ۔آئے دن یہی دھڑکا لگا رہتا تھا۔خاکسار کو ان دنوں ان کی خدمت کی توفیق ملی ۔یہی امر ان کی مجھ سے محبت کا باعث بنا ۔ان دنوں پروفیسر سعود احمد خان صاحب بھی مشن ہاؤس میں رہا کرتے تھے ۔انہیں اور ان کی اہلیہ کو بھی محترم بشارت بشیر صاحب کی ان دنوں خوب خدمت کرنے کی توفیق ملی ۔

ان کی پاکستان واپسی کا پروگرام تھا۔انہوں نے پروگرام کے مطابق میرے کزن بشیر بن صالح کو اپنے ہمراہ پاکستان لے جانا تھا ۔دراصل بشیر بن صالح کے والد صاحب نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ انکا بیٹا پاکستان جاکر دینی تعلیم حاصل کرے ۔وہ اس کے پاکستان کا خرچ خود برداشت کریں گے۔

ایک روز مکرم بشارت احمد صاحب بشیر نے مجھے باتوں باتوں میں کہا: اگر تمہاری فیملی تمہارے پاکستان جانے کا خرچ ادا کرے تو میں تم کو بھی پاکستان لے جاؤں گا۔

میرے والد صاحب پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ والدہ حیات تھیں ۔اور میری والدہ بتایا کرتی تھیں کہ میرے والد صاحب کی شدید خواہش تھی کہ میں مبلّغ بنوں ۔میری والدہ اکثر میرے ساتھ والد صاحب کی اس خواہش کا ذکر کیا کرتی تھیں ۔جب میں نے اپنی والدہ صاحبہ کے سامنے سارا معاملہ رکھا تو انہوں نے بے ساختہ کہا: ہم تمہارا سارا خرچ ادا کریں گے۔

ان دنوں میرے ایک ماموں ممبر آف پارلیمنٹ تھے ان کو میرے پاکستان جانے کا علم ہوا تو بے حد ناراض ہوئے ۔وہ چاہتے تھے کہ میں دین کی بجائے دنیاوی تعلیم میں آگے آؤں ۔مگر میری والدہ نے اصرار کیا کہ وہ بہر صورت مجھے پاکستان بھجوائیں گی ۔ان دنوں سفر بے حد مشکل ہوا کرتا تھا ۔کہیں بحری جہاز ،کہیں بس اور کہیں ٹرین کے ذریعہ سفر کرکے قریباً 2 ماہ کے بعد ہم ربوہ پہنچے ۔اس سفر پر 300 پاؤنڈ کا خرچ اٹھا جو میری والدہ نے برداشت کیا۔

میرے زمانہ طالب علمی کے دوران ،مکرم بشارت بشیر صاحب ربوہ ہی میں تھے۔آپ نے میری خاص حوصلہ افزائی فرمائی ۔آپ کی ایک ذاتی وسیع لائبریری تھی جس سے میں خوب مستفید ہوا۔

آپ بڑے سوشل تھے ۔آپ کے تعلقات کا دائرہ بے حد وسیع تھا۔اس دائرے میں ہر طبقہ ہائے فکر کے لوگ تھے ۔ بڑے بڑے چیفس ،سیاستدان اور دوسرے شعبہ ہائے زندگی والے لوگوں سے ذاتی تعلق ہوتا تھا۔

آزادی سے قبل غانا کا نام ’’گولڈ کوسٹ‘‘ تھا۔آزادی کے بعد اس کے نئے نام پر غور ہو رہا تھا ۔ایک نام ’’غانا‘‘ بھی زیر تجویز تھا ۔دراصل ابن خلدون نے ایک ہزار سال قبل اپنے مقدمہ میں افریقہ کے ایک ملک کا نام ’غانا‘ لکھا تھا ۔اس کے بقول اس ملک کے لوگ مہمان نواز ،مہذب اور اعلیٰ اقدار کے مالک تھے ۔مکرم بشارت احمد بشیر صاحب نے اس نام کی تائید میں اخبارات میں مضمون لکھے ۔آپ نے اصرار کیا کہ ملک کا نام ’غانا‘ ہی ہونا چاہیئے ۔

لفظ ’غانا‘ ’غنیٰ‘ سے بھی تھا جس کے معنے دولت کے ہیں ۔فی الواقعہ یہ علاقہ قدرتی دولت سے مالا مال بھی ہے ۔غانا کے ایک معنیٰ ’آزاد اور خود مختار‘ کے بھی ہیں ۔یہ وہ نام تھا جس پر دو اہم سیاستدان Dr.KwameNkrumah اور Dr.B.Darguah (جنکا تعلق دو مختلف سیاسی پارٹیوں سے تھا) متفق تھے ۔

آپ تبلیغ کے دھنی تھے ۔آئے دن نت نئے پروگرام سوچتے اور اس پر عمل کرتے ۔آپ ہی کے زمانہ میں تبلیغ کا ایک ٹھوس اور منظّم پروگرام ہوا ۔دراصل اخبار میں ایک خبر کچھ اس طرح شائع ہوئی کہ ’’غانا کے شمالی علاقہ جات میں عیسائیوں کی اکثریت ہے ‘‘اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ ’’شمالی علاقہ جات میں مسجدوں کی بجائے گرجے زیادہ ہیں ۔‘‘ آپ ان دنوں غانا کے امیر و مشنری انچارج تھے ۔آپ نے اس خبر کا سنجیدگی سے نوٹس لیا ۔یہ امر واقعہ نہ تھا ۔بالعموم یہی تاثر تھا کہ شمالی علاقہ جات میں مسلمانوں کی اکثریت ہے ۔فیصلہ کیا گیا کہ دیکھیں صورت حال کیا ہے؟ اگر مسلمانوں کی اکثریت کو عیسائی بنایا جا رہا ہے تو اس کا سدّ باب کرکے انہیں واپس لایا جائے ۔ان دنوں کے شمالی علاقہ جات میں آج کل کے تین ریجنز (ناردرن ریجن، اپر ایسٹ ریجن اور اپر ویسٹ ریجن) پر مشتمل سارا علاقہ آتا تھا۔

مکرم بشارت احمد بشیر صاحب نے ملک بھر کے مرکزی مبلغین ،سرکٹ مبلغین اور داعیان کو اکٹھا کیا اور ان سب کو ناردرن علاقہ میں لے گئے ۔آپ نے ایک ایک مرکزی مبلغ اور دو دو سرکٹ مبلغین پر مشتمل بہت سی ٹیمیں تشکیل دیں اور انہیں شمالی علاقہ جات میں پھیلا دیا ۔ان ٹیموں کا مقصد شمالی علاقہ جات میں تبلیغ کرنا اور ان میں عیسائیت کی اکثریت کے دعویٰ کا جائزہ لینا تھا ۔اس مہم کے نتیجہ میں نہ صرف بہت سے افراد احمدیت میں شامل ہوئے بلکہ عیسائیوں کی مسلمانوں کو اپنے مذہب میں داخل کرنے کی عجیب و غریب چالیں سامنے آئیں ۔عیسائیوں نے ایسے مقامات پر بھی گرجے تعمیر کر رکھے تھے جہاں کوئی عیسائی نہ تھا ۔عیسائیوں کا طریق یہ تھا کہ لوکل شراب بنا کر گرجے کے اندر رکھ دیتے اور علاقہ بھر کے لوگوں کو دعوت عام دیتے ۔ جب یہ لوگ شراب پی کر مست ہو جاتے تو ان کے گلوں میں صلیبیں ڈال دی جاتیں ۔ اس طرح سادہ لوگوں کو عیسائی بنالیا جاتا۔

اس دورہ کے دوران مکرم بشارت احمد بشیر صاحب ڈاگا مانگو نامی ایک گاؤں پہنچے ۔وہاں نماز سے فارغ ہوئے ۔اس وقت آپ کے پاس کرایہ پر لی ہوئی پرانی جیپ تھی جس میں اکثر تھوڑے تھوڑے وقفہ سے پانی ڈالنا پڑتا تھا ۔آپ کے ڈرائیور مکرم سلیمان بن الحسن صاحب نے نماز کے بعد محترم امیر صاحب سے کہا: ہمیں کب ایسی گاڑی میسّر آئے گی جو بغیر کسی رکاوٹ کے چلے گی ۔محترم بشارت احمد بشیر صاحب نے مسکرا کر فرمایا: یہ کیا بات ہوئی ۔مَیں نے سوچا تھا کہ تم ہوائی جہاز کا مطالبہ کرو گے ۔گاڑیاں تو جلد مل جائیں گی ۔وقت آنے پر ہوائی جہاز بھی مل جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس بات کو آج کس شان سے پورا فرمایا۔آج ہر ریجنل مشن ہاؤس میں گاڑی ہے۔ ہر سکول اور ہسپتال کی اپنی گاڑی ہے ۔الحمْد للّٰہ علیٰ ذالک

اس دورہ کے دوران ایک اور دلچسپ واقعہ پیش آیا ۔ LarbanGa نامی ایک گاؤں کے بارہ میں مشہور ہے کہ وہاں کی ایک مسجد میں ایک قرآن مجید ہے جو حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ کا ہے ۔محترم بشارت احمد بشیر صاحب نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہاں جاکر قرآن مجید دیکھا جائے ۔ہم وہاں پہنچے تو وہاں کے لوگ کہنے لگے : قرآن مجید اس طرح دیکھا نہیں جا سکتا ۔ پہلے دو یا تین گائیاں ذبح کی جائیں ۔محترم بشارت احمد بشیر صاحب نے فرمایا: ہم تو مسافر ہیں ۔گائیاں ساتھ لے کر نہیں آئے ۔ہم رقم دے دیتے ہیں ۔خود خرید لیں اور ذبح کرلیں۔

جب لوگوں نے دیکھا کہ یہ ٹس سے مس نہیں ہوتے ۔وہ کہنے لگے: جس جگہ قرآن مجید رکھا گیا ہے۔ اس کمرہ کو 4 تالے لگے ہیں ۔ان کی چابیاں الگ الگ اشخاص کے پاس ہیں ۔ہم ان لوگوں کو تلاش کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک شخص کو اس غرض سے بھیج دیا گیا ۔محترم بشارت احمد بشیر صاحب بے حد خوش ہوئے کہ چلو اب قرآن مجید کا دیدار ہو جائے گا ۔تھوڑی دیر کے بعد بھیجا ہوا شخص واپس آیا اور کہنے لگا کہ اسے کوئی شخص بھی نہیں ملا ۔محترم بشارت بشیر صاحب بے حد مایوس ہوئے اور کہنے لگے : ’ہم لوگ تو قرآن مجید کی اشاعت کرتے ہیں مگر یہ لوگ اس کی اشاعت نہیں کرتے بلکہ چھپاتے ہیں ۔‘‘ دراصل ان لوگوں نے رعب ڈالنے کے لئے قرآن مجید کے بارہ میں یہ قصہ مشہور کر رکھا تھا۔

مکرم بشارت صاحب اپنے وطن کی محبت سے سرشار تھے ۔آپ ہمیشہ پاکستان کے نام کی سربلندی چاہتے ۔ان دنوں غانا میں پاکستان کے سفیر ’محترم معید‘ تھے ۔آپ کے ان کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے ۔ان دنوں کشمیر کا معاملہ زوروں پر تھا ۔غانا کے لوگوں پر اس کی اہمیت واضح کرنا ضروری تھا ۔آپ نے کماسی کے City Hotel میں 300 سو کے قریب معزز شہریوں کو دعوت پر بلایا ۔اس میں چیفس صاحبان، دیگر معززین اور یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی تھے ۔ آپ نے اس میں پاکستان کے سفیر کو خطاب کی دعوت دی کہ وہ مسئلہ کشمیر کی تفصیل سے اس تعلیم یافتہ طبقہ کو آگاہ کریں۔

جب کبھی کسی ہسپتال یا سکول کے افتتاح کی تقریب ہوتی تو پاکستانی سفیر کو ضرور بلاتے ۔ چنانچہ احمدیہ مسلم ہسپتال سویڈرو اور احمدیہ مسلم سیکنڈری سکول ایسارچر کے افتتاح کے موقع پر پاکستان کے سفیر موجود تھے ۔ان دنوں اکثر یہ تاثر تھا کہ گویا جماعت احمدیہ پاکستانی حکومت کی مدد سے ہسپتال اور سکول کھول رہی ہے۔

مکرم بشارت صاحب کی امارت کے دوران نصرت جہاں سکیم کا آغاز ہوا ۔اس سکیم کے تحت آغاز میں جتنا ٹھوس اور نتیجہ خیز کام ہوا وہ آپ ہی کے دور میں ہوا ۔بے حد نامساعد حالات تھے ۔اگرچہ اس وقت احمدیوں سے اس سکیم کے لئے 200 CD کی قربانی لی جاتی تھی مگر پھر بھی نتیجۃً جمع ہونے والی رقم بہت کم تھی ۔آغاز میں کوئی مکان کرایہ پر لے لیا جاتا اور سکول یا ہسپتال کا آغاز کر دیا جاتا ۔وزارت صحت اور وزارت تعلیم کی طرف سے بے حد نکتہ چینی ہوتی، اعتراضات اٹھتے مگر آپ کی کوششوں اور مذاکرات سے بالآخر سکولوں اور ہسپتالوں کی منظوری مل ہی جاتی ۔آپ ہی کی کوششوں سے احمدیہ ہسپتال کوکوفو ، احمدیہ ہسپتال آسوکورے اور احمدیہ ہسپتال سویڈرو کی منظوری عمل میں آئی۔

خدا نے آپ کو بلا کی ذہانت عطا فرمائی تھی ۔ آپ کے دور میں ایک ایسی حکومت برسر اقتدار آئی جس نے ملک بھر کے سارے سکولوں کو حکومتی تحویل میں لینے کا فیصلہ کیا ۔اس وقت کرسچین چرچوں کے بھی بہت سے سکول تھے ۔وزیر تعلیم نے تمام ایجوکیشنل یونٹس کے جنرل مینیجرز کو بلایا، اس وقت احمدیہ ایجوکیشنل یونٹ کا جنرل مینیجر، اس وقت کا امیر و مشنری انچارج ہی ہوا کرتا تھا ۔اس میٹنگ میں چرچوں کے نمائندوں نے حکومت کے اس فیصلہ پر خوب تنقید کی اور حکومت سے اپنی خرچ شدہ رقوم کا مطالبہ کیا ۔ان کے ناراض ہونے کی وجہ یہ تھی کہ ان کے سکول مسلمانوں کو عیسائی بنانے کا اڈہ بنے ہوئے تھے ۔مسلمان طلباء کے زبردستی نام تبدیل کئے جاتے اور عیسائی تعلیم ان پر ٹھونس کر انہیں عیسائی بنالیا جاتا۔

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

''اَلْوَصِیَّت'' کی عالمی اشاعت کے بعد آسمانی افواج کانزول

رسالہ'' الوصیت'' مہدی دوراں مسیح الزماں نے ۲۰؍دسمبر ۱۹۰۵ء کو سپردقلم فرمایا اور ۲۴؍دسمبر ۱۹۰۵ء کوچھپ کرمنظر عام پرآ گیا۔یہ چوبیس صفحات کی الہامی دستاویز مستقبل کے بہت سے انقلابات کا امین وپاسبان ہے حتی کہ ایک صدی قبل اسمیں یہانتک بتادیا گیا کہ (۱) ایک قیامت خیز زلزلہ آئے گا (۲) جو اچانک رونما ہوگا (۳) لوط کی بستی کی طرح زمین کو تہ وبالا کردے گا۔اس لئے آئے گا کہ (۴) معصیت (۵) دنیا پرستی اور (۶) خدا کی آسمانی تحریک کی تحقیر حد سے بڑھ جائے گی (۷) زلزلہ کے بعد بھی زندگیوں کا خاتمہ جاری رہے گا۔(۸) لوگ عمارتیں بنائیں گے (۹) مگر خدا ان کو گرا دے گا۔ (۱۰) یہ زلزلہ خدا کی جماعت کے لئے رحمت کا نشان ثابت ہوگا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ (۱۱) صداقت احمدیت کا یہ انذاری نشان ازل سے مقدر ہے (۱۲) مگر خدا کی تقدیریں اسے اس وقت تک روکے رکھیں گی جب تک ساری دنیا میں رسالہ'' الوصیت'' کی اشاعت نہ ہو جائے جیسا کہ'' الوصیت'' کی صدسالہ جوبلی کے ذریعہ سے رونما ہو چکا ہے۔

اب قارئین عظام کی خدمت میں عرضداشت ہے کہ ذیل میں ان بارہ خارق عادت نشانوں کا حیرت انگیز تذکرہ خدا کے مقدس مسیح کے مبارک الفاظ میں مطالعہ فرمائیں اور للہ غور فرمائیں کہ شہنشاہ دوعالم خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ پانچ ہزار سالہ تاریخ انبیاء میں اس کی کوئی ایک مثال بھی ملتی ہے؟؟

'' خدانے فرمایا زَلْزَلَۃ السَّاعۃ یعنی وہ زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا۔اور پھر فرمایا لَکَ نُرِیَ ایاتٍ وَ نَہْدِمُ مَا یَعْمُرُوْنَ یعنی تیرے لیے ہم نشان دکھلائیں گے اور جو عمارتیں بناتے جائیں گے ہم ان کو گراتے جائیں گے۔اور پھر فرمایا بھونچال آیا اور شدّت سے آیا۔زمین تہ وبالا کردی۔یعنی ایک سخت زلزلہ آئیگا اور زمین کو یعنی زمین کے بعض حصّوں کو زیروزبر کردے گا جیسا کہ لوطؑ کے زمانہ میں ہوا۔اور پھر فرمایا اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً یعنی میں پوشیدہ طور پر فوجوں کے ساتھ آؤں گا۔اس دن کی کسی کو بھی خبر نہیں ہوگی جیسا کہ لوط کی بستی جب تک زیروزبر نہیں کی گئی کسی کو خبر نہ تھی اور سب کھاتے پیتے اور عیش کرتے تھے کہ ناگہانی طور پر زمین الٹائی گئی۔پس خدا فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا کیونکہ گناہ حد سے بڑھ گیا اور انسان حد سے زیادہ دنیا سے پیار کر رہے ہیں اور خدا کی راہ تحقیر کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔اور پھر فرمایا زندگیوں کا خاتمہ۔اور پھر مجھے مخاطب کرکے فرمایا قَالَ رَبُّکَ اِنَّہٗ نَازِلٌ مِنَ السَّمَآءِ مَا یُرْضِیْکَ رَحْمَۃً مِّنَّا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ۔یعنی تیرا رب کہتا ہے کہ ایک امر آسمان سے اترے گا جس سے تو خوش ہوجائے گا۔یہ ہماری طرف سے رحمت ہے اور یہ فیصلہ شدہ بات ہے جو ابتدا سے مقدر تھی اور ضرور ہے کہ آسمان اس امر کے نازل کرنے سے رکا رہے جب تک کہ یہ پیشگوئی قوموں میں شائع ہوجائے۔کون ہے جو ہماری باتوں پر ایمان لاوے بجز اس کے کہ خوش قسمت ہو۔''

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

❁❁❁❁❁

مغرب میں طلوعِ آفتاب صرف خلافت سے وابستہ ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں مغرب کے افق پر طلوع آفتاب کی عظیم الشان بشارت دی ہے جس کی حقیقت حضرت مسیح موعودؑ پر بذریعہ رؤیا یہ منکشف ہوئی کہ'' ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمتِ کفر وضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منور کئے جائیں گے۔اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔''

حضرت مسیحِ موعودؑ نے اس امر کا تذکرہ کرنے کے بعد پیشگوئی فرمائی کہ:۔

'' جب ممالکِ مغربی کے لوگ فوج درفوج دینِ اسلام میں داخل ہو جائیں گے تب ایک انقلاب عظیم ادیان میں پیدا ہوگا۔اور جب یہ آفتاب پورے طور پر ممالکِ مغربی میں طلوع ہوگا۔تو وہی لوگ اسلام سے محروم رہ جائیں گے جن پر دروازہ توبہ کا بند ہے۔یعنی جن کی فطرتیں بالکل مناسبِ حال اسلام کے واقعہ نہیں۔''

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۷ طبع اول ۱۸۹۱ء)

ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیوں پر نوے سالہ تجربہ خصوصاً ووکنگ مشن کو اپنے ہی ہاتھوں اغیار کے سپرد کرنے کے بعد یہ ربانی صداقت کھل جانی چاہیئے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم کے خیالات میں ڈوبی ہوئی قرآنِ مجید کی کوئی تفسیر ترجمہ یا دوسرا لٹریچر سوائے لائبریریوں کی زینت بننے یا شہرت طلبی کے ذوق کی تسکین کے سوا کوئی انقلاب برپا نہیں کرسکا ۔ یہ صرف اور صرف خلافتِ احمدیہ کی برکت ہی ہے کہ اس کے فیض اور قوتِ قدسیہ نے یورپ وامریکہ میں دینِ مصطفیٰ کے بے شمار عشاق پیدا کردیئے ہیں جو دن رات حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے لائے ہوئے حقیقی اسلام کو پھیلانے کی دیوانہ وار جدوجہد کررہے ہیں۔

میں توڈنکے کی چوٹ یہ بھی کہوں گا کہ ایم ٹی اے کا بے مثال ادارہ دنیا بھر میں اشاعتِ حق کا ایسا کارنامہ انجام دے رہا ہے جس کے مقابل لاہوری انجمن کی ۹۰ سالہ علمی کوششیں بالکل ہیچ ہیں اور اتنی بھی حیثیت نہیں رکھتیں جتنی سورج کے مقابلے میں ذرّہ ناچیز کی ہوتی ہے۔

چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا
ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

ماضی ہے خموش ، حال چُپ ہے
آئندہ لازوال چُپ ہے

پہرہ ہے اذان پر ہماری
یعنی اپنا بلالؓ چُپ ہے

ہر سانس درود تجھؐ پہ بھیجے
یُوں کہنے کو تیری آل چُپ ہے

چُپ کو بھی تری ، سُنے زمانہ
گویا یہ تِری کمال چُپ ہے

سرسبز ہے چُپ فقط تمہاری
اپنی تو پائمال چُپ ہے

کپڑوں سے ترے ، وہ فیض پائیں
جِن شاہوں کا جلال چُپ ہے

دُنیا کو زبان دینے والا
اِک شاعرِ بے مثال چُپ ہے

وہ گُم ہُوا ، جِس کی جستجو تھی
اور جِس سے ہُوا وصال، چُپ ہے

دیکھو یہ جواب کا سلیقہ
وہ سُن کے مِرا سوال ، چُپ ہے

کرتا ہے سخن ، شباب اُس کا
گالوں پر گو گُلال چُپ ہے

اصرار کروں کلام پر کیوں
جب انساں کا مآل، چُپ ہے

اِکتارہ بجا کہ ''سائیں مرنا''
کب سے تیرا ''خیال'' چُپ ہے

ویران ہُوئے سرُود خانے
گائیک خاموش، تال چُپ ہے

صَرصَر کی پُکار سُن رہا ہوں
جب سے بادِ شمال چُپ ہے

خوشبُو کی زباں میں کیا پُکارے
جنگل میں ظفرؔ غزال چُپ ہے

(صابر ظفرؔ)

امام ہمام کا بصیرت افروز پیغام خدا کی پیاری جماعت کے نام

آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس انقلاب آفرین پیغام کے چند مبارک الفاظ زیب قرطاس کرتا ہوں جو ہمارے محبوب و مقدس آقا نے منصبِ خلافت پر فائز ہونے کے بعد ۲۵ اپریل ۲۰۰۳ء کو اپنے پہلے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمائے۔حضور نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ:۔

'' میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ اب آئندہ انشاء اللہ خلافتِ احمدیہ کو اب کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔جماعت بلوغت کے مقام کو پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں۔اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش، اس جماعت کا بال بیکا نہیں کرسکے گی اور خلافت احمدیہ انشاء اللہ اسی شان کے ساتھ نشو ونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ سے وعدے فرمائے ہیں۔کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔تو دعائیں کریں، حمد کے گیت گائیں اور اپنے عہدوں کی پھر تجدید کریں''۔

(الفضل ۲۸ جون ۱۹۸۲ء)

آج ہم سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اے جانے والے تو نے اس پیاری جماعت کو جو خوشخبری دی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوئی۔ اور یہ جماعت آج پھر بنیان مرصوص کی طرح خلافت کے قیام واستحکام کے لئے کھڑی ہوگئی ہے اور اخلاص اور وفا کے وہ نمونے دکھائے جن کی مثال آج روئے زمین پر ہمیں نظر نہیں آتی ۔اے خدا اے میرے قادر خدا تو ہمیشہ کی طرح اپنی جماعت پر اپنے کئے ہوئے وعدوں کے مطابق پیار و محبت کی نظر ڈالتا رہ۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

'' میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔اور جہاں تک دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں۔اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور ابال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پتلی کی طرح اس مشتِ خاک کو کھڑا کردیا ہے۔''

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۳۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰۳)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

'' خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کردیا ہے کہ میں آخرکار تجھے فتح دوں گا۔اور ہر ایک الزام سے تیری بریت ظاہر کروں گا اور تجھے غلبہ ہوگا۔اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہے گی۔اور فرمایا کہ میں زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کروں گا۔''

(انوار الاسلام صفحہ ۵۳ ، روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۵۳)

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار
ملک روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
گو بہت دنیا میں گزرے ہیں امیر و تاجدار

(وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین)

❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ:دورہ ماریشس از صفحہ نمبر 16

علاوہ تین ہمسایہ جزائر ممالک Mayotee Is، Madagascar اور Rodrigues سے آنے والے وفود نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ علاوہ ازیں ساؤتھ افریقہ، ہندوستان، امریکہ، کینیڈا، بینن، UK اور فرانس سے آنے والے بعض احباب اور فیملیز نے بھی حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ اس طرح آج مجموعی طور پر کل 21 فیملیز اور گروپس کے 190 افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور تصاویر بنوائیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام رات ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

03/دسمبر2005ء بروز ہفتہ:

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد دارالسلام روز ہل میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔ صبح حضور انور ایدہ للہ تعالیٰ مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

لجنہ اماء اللہ سے خطاب

گیارہ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ لجنہ سے خطاب کے لئے جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بارہ بج کر دس منٹ پر حضور انور جلسہ گاہ پہنچے جہاں صدر لجنہ اماء اللہ ماریشس نے اپنی انتظامیہ کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ جونہی حضور انور لجنہ کی مارکی میں داخل ہوئے تو خواتین نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔

سوا بارہ بجے لجنہ کے اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے کریول زبان میں ترجمہ سے ہوا۔ بعدازاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ کلام ”یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی“ سے منتخب اشعار ترنم کے ساتھ پڑھے گئے۔

اس کے بعد تعلیمی میدان میں اعلیٰ اور نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیمی سرٹیفکیٹ اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے میڈل تقسیم فرمائے۔ درج ذیل احمدی طالبات نے یہ سرٹیفکیٹ اور میڈل حاصل کئے۔

عزیزہ بشارت تیجو صاحبہ، Zeinah بھنو صاحبہ، Shafeenaz بی بی سدھن صاحبہ، Basheema تنویر صاحبہ، نسیمہ قدیر صاحبہ، سبرینہ Hosany صاحبہ، خدیجہ بشریٰ تیجو صاحبہ، Hannah بدھن صاحبہ، طیبہ بتول سلطان غوث صاحبہ۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز سب بچیوں کے لئے مبارک فرمائے۔ اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔

حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: کسی بھی قوم کے بنانے یا بگاڑنے میں عورت بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کیونکہ مستقبل کی نسلیں اس کی گود میں پرورش پا رہی ہوتی ہیں۔ پس آپ جو اس ملک کی رہنے والی احمدی خواتین ہیں اپنی اس ذمہ داری کو سمجھیں اور اپنی اور اپنی اولادوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں۔

یاد رکھیں بچے عموماً ماں باپ کا مزاج دیکھتے ہیں، ان کے عمل دیکھتے ہیں، ان کے نمونے دیکھتے ہیں اور سب سے زیادہ ماؤں کے نمونے اثر انداز ہوتے ہیں۔ کیونکہ چھوٹی عمر میں بچہ ماں کے قریب سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے مَیں آج یہاں احمدی ماؤں سے کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کے بچے احمدیت پر قائم رہیں اور جس انعام کو آپ کے والدین نے حاصل کیا یا بعض صورتوں میں آپ نے خود بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہوئیں اس انعام اور فضل کے آپ کے بچے بھی حقدار بنے رہیں۔ تو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے کے مطابق چلانا ہوگا اور اپنی اولادوں کی تربیت بھی کرنی ہوگی اور اس کے لئے سب سے بڑا نمونہ آپ کا ہے۔ اور ان نمونوں میں سب سے مثالی چیز دعا ہے اور دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔

حضور نے فرمایا: پس اگر آپ لوگوں نے اس حقیقت کو پہچان لیا تو اپنے مقصد کو پا لیا۔ آپ کی نمازیں اور دعائیں آپ کے بچوں کی تربیت کی بھی ضمانت بن جائیں گی۔ پس سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ اپنی نمازوں کو سنوار کر وقت پر ادا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیات نے عبادتوں کی وہ مثالیں قائم کی ہیں کہ مردوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اس زمانے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آکر عورتوں نے اپنے اندر یہ نمونے قائم کئے ہیں۔

حضور نے فرمایا: اس وقت مَیں حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگمؓ کی یہاں مثال دیتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری زوجہ تھیں۔ آپ نمازوں کی بڑی پابندی کیا کرتی تھیں۔ روزانہ صرف نمازوں کی ادائیگی میں پابندی نہیں بلکہ وقت پر ادائیگی کی پابندی بھی فرماتی تھیں اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتی تھیں۔ آپ کا یہ حال تھا کہ نماز کا وقت ہونے پر وضوء کر کے نماز کا انتظار کر رہی ہوتی تھیں اور نماز کے بعد اپنے اردگرد کے بچوں کو کہتیں کہ لڑکیو تم بھی نماز پڑھو۔ اس طرح اپنے عملی نمونہ سے نصیحت فرماتیں۔

حضور نے فرمایا کہ اگر آپ نمازیں نہیں پڑھ رہیں اور کوئی نیکی کا کام نہیں کر رہیں اور اپنے بچوں کو نصیحت کر رہی ہیں تو اس کا نیک اثر نہیں ہوگا۔ حضرت اماں جانؓ اس طرح نمازوں کی طرف خاص توجہ دلایا کرتی تھیں۔ ایک خاتون کہتی ہیں کہ ایک دفعہ مَیں اپنی بچی کی پیدائش کے بعد حضرت اماں جانؓ کی خدمت میں بچی کو دعا اور برکت کی غرض سے لے کر آئی۔ اور بھی خواتین موجود تھیں۔ اس دوران نماز کا وقت ہوگیا۔ حضرت اماں جانؓ نماز پڑھنے تشریف لے گئیں اور ہم بیٹھے رہے۔ واپس آئیں اور فرمایا لڑکیو نماز ادا کر لی ہے؟ تو اس پر ہم نے کہا کہ بچے نے پاخانہ وغیرہ کیا ہوگا تو گھر چل کر پڑھ لیں گے۔ اس پر حضرت اماں جانؓ نے فرمایا: ”دیکھو بچوں کے بہانے نماز ضائع نہ کیا کرو۔ بچے خدا کا انعام ہوتے ہیں۔ یہ بہانہ بنا کر بچوں کو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب نہ بناؤ“۔

تو دیکھیں آپ کو نمازوں کی حفاظت کا کس قدر فکر تھا۔ اس زمانے کے امام کی اہلیہ تھیں۔ آپ کو فکر کیوں نہ ہوتا کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق آپ ہی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل چلنی تھی۔

حضور نے فرمایا: یہ وجود جماعت کے لئے بابرکت وجود تھا۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ آپ کے پاس خدمت گزار ہوتے تھے، گھر کے کام نہیں ہوتے تھے اس لئے وقت پر عبادت کرسکتی تھیں۔ حضرت اماں جانؓ کے بارہ میں آتا ہے کہ بہت سے کام خود کرتی تھیں۔ بچیوں کی شادیوں پر جہیز خود تیار کرتیں۔ بہت سی عورتیں گھر رہتی تھیں۔ اگر کسی کو بھوک لگ جاتی تو روٹی کا مطالبہ ہوتا اور روٹی پکانے والی کسی کام میں مصروف ہوتی تو آپ مہمان کو خود روٹی پکا کر دے دیا کرتی تھیں۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود نمازوں کی طرف توجہ کی اور کبھی نماز قضاء نہیں کرتی تھیں۔

حضرت امّاں جانؓ فرمایا کرتی تھیں: یہ بچے اُس خدا کا انعام ہیں جس نے کہا کہ پانچ وقت میری عبادت کرو۔ پس اگر اِس انعام سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہو تو کبھی خدا کی عبادت سے غافل نہ ہو۔ ایک یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہمارے اس بہانے کی وجہ سے خدا تعالیٰ یہ انعام واپس لے لے اور تم خالی ہاتھ ہو جاؤ۔ حضور انور نے فرمایا: جس بچے کی خاطر تم نمازیں چھوڑ رہی ہو بڑا ہو کر تمہارے لئے زحمت بن جائے۔ لڑکا ہے تو بُری صحبت پڑ جائے اور بڑھاپے میں ماں باپ کا سہارا بننے کی بجائے بوجھ بن جائے۔ والدین کا نافرمان بن جائے۔ لڑکی ہو تو معاشرے کے زیر اثر آکر معاشرہ سے متأثر ہو کر گھر سے بغاوت کرنے والی بن جائے۔

حضور انور نے فرمایا: پس بہترین ذریعہ تربیت کا نماز ہے۔ پس اپنی نمازوں کی حفاظت کرو۔ اپنے لئے، اپنی اولاد کے لئے دعائیں کرو، دین پر قائم رہنے کے لئے، ان کے روشن مستقبل کے لئے جہاں خدا تعالیٰ آپ کی یہ دعائیں قبول فرما رہا ہوگا وہاں ان نمونوں کے زیر اثر جو عبادتوں کے آپ قائم کر رہی ہوں گی، آپ کی اولاد ان نیکیوں پر چلے گی۔ پس یہ نمازیں ہی ہیں جو آپ کی اولاد کی حفاظت کی ضمانت ہوں گی۔

حضور نے فرمایا: بہت سے ملاقات کے دوران پوچھتے ہیں کہ کوئی وظیفہ بتائیں کہ ہماری پریشانیاں دور ہوں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے بھی کسی نے وظیفہ کے بارہ میں پوچھا تھا۔ آپؑ نے یہی فرمایا تھا کہ سب سے بڑی دعا نماز ہی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز عبادت کا مغز ہے۔ پس یہ خیال کہ اس کے علاوہ بھی کوئی دعا اور وظیفہ ہے، غلط ہے۔

حضور نے فرمایا: پس اپنی نمازوں کو سنوار کر ادا کریں۔ اپنی اولاد کی نگرانی کریں کہ وہ نمازیں پڑھنے والی ہوں۔ بچوں کو نماز کی طرف توجہ دلانا جہاں ماؤں کا فرض ہے وہاں باپوں کا بھی فرض ہے۔ مرد یہ نہ سمجھیں کہ ان کی ذمہ داری نہیں۔ اس وقت عورتوں سے مخاطب ہوں ان کو توجہ دلا رہا ہوں۔ پس بچوں کی نمازوں کی حفاظت کریں۔ اپنے نمونوں سے بھی اور توجہ دلا کر بھی۔

حضور انور نے فرمایا: بعض باپ اس فکر کا اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے بچوں کی صحیح تربیت نہیں ہو رہی۔ بچوں کو نمازوں کی عادت ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ یہ نمازیں ہی ہیں جو معاشرے کی برائیوں سے بچائیں گی اور سیدھے راستے پر ڈالیں گی۔ پس اپنی اولاد کو نمازوں کی عادت ڈالیں۔ اگر ان کو نمازوں کی عادت پڑ گئی تو یہ برائیوں میں نہیں پڑیں گے۔ اگر کسی عارضی اثر کے تحت برائی میں پڑ بھی گئے تو نمازوں کی برکت سے انشاء اللہ سیدھے راستے پر آجائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: جہاں نمازوں کی طرف توجہ کریں تو وہاں قرآن کریم کے پڑھنے کی طرف بھی توجہ کریں۔ اس سے آپ کو اللہ کے احکامات کا پتہ لگے گا۔ قرآن کریم کی تلاوت اور اس کا ترجمہ پڑھنا، خدا تعالیٰ کے حکموں کو سمجھنے کے لئے ایک احمدی مسلمان کے لئے بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے اتاری تھی کہ آپ کے ماننے والے اس پر عمل کریں، اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں، اللہ کا قرب حاصل کرنے والے ہوں، اس کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم میں ایک حکم عورت کی حیاء اور پردہ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہاری زینت نامحرموں پر ظاہر نہ ہو۔ یعنی ایسے لوگ جو تمہارے قریبی رشتہ دار نہیں ہیں ان کے سامنے بے حجاب نہ جاؤ۔ جب باہر نکلو تو تمہارا چہرہ ڈھکا ہونا چاہئے۔ تمہارا لباس باحیاء ہونا چاہئے۔ ایسا اظہار نہ ہو جو غیر کے لئے کشش کا باعث ہو۔

حضور نے فرمایا: بعض لڑکیاں کام کا بہانہ کرتی ہیں کہ کام کرنے میں ایسا لباس پہننا پڑتا ہے جو اسلامی لباس نہیں ہے۔ پس ایسے کام نہ کرو جس میں ایسا لباس پہننا پڑے جس میں ننگ ظاہر ہو۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں تک حکم ہے کہ اپنی چال بھی ایسی نہ بناؤ کہ لوگوں کو توجہ پیدا ہو۔ پس احمدی عورتوں کو اپنے لباس کی اور پردہ کی حفاظت کرنی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ باہر سے، مغربی ممالک سے لوگوں کا یہاں آنا بڑھ گیا ہے جس کی وجہ سے بعض برائیاں، بے حیائیاں گھروں کے اندر داخل ہوگئی ہیں۔ ایک احمدی ماں اور بچی کا زیادہ فرض بنتا ہے کہ اپنے آپ کو ان برائیوں سے بچائے۔ فیشن میں اتنا آگے نہ بڑھیں کہ اپنی اوقات بھول جائیں۔ ایسی حالت نہ بنائیں کہ دوسروں کی نظریں آپ پر پڑیں۔ یہاں مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔ چھوٹی سی جگہ ہے اس لئے آپس میں گھلنے ملنے سے بعض باتوں کا خیال نہیں رہتا۔ اس لئے احمدی خواتین اور بچیوں کو جو کالجوں میں پڑھ رہی ہیں اپنی انفرادیت قائم رکھنی ہے۔ ان میں اور دوسروں میں فرق ہونا چاہئے۔ ان کے لباس اور حالت ایسی ہونی چاہئے کہ غیر لڑکوں کو ان پر نظر ڈالنے کی جرأت نہ ہو۔ روشن خیالی کے نام پر احمدی بچی کی ایسی حالت نہ ہو کہ احمدی اور غیر احمدی میں فرق نظر نہ آئے۔ پس احمدی ماؤں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی نگرانی کریں، حفاظت کریں، تربیت کریں، پیار سے سمجھاتی رہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدی بچیاں جو اپنی ہوش کی عمر کو پہنچ رہی ہیں اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے منسوب ہوتی ہیں جنہوں نے اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنا ہے۔ اگر آپ خدا کے حکم پر چل رہی ہیں تو پھر تو ٹھیک ہے ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں رہنے کا کیا فائدہ ہے؟

حضور انور نے فرمایا: آپ کل کی مائیں ہیں۔ اگر ان کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہوگا تو آئندہ احمدی نسلیں محفوظ ہوتی چلی جائیں گی۔ پس ہر احمدی خاص توجہ کرے کہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہے تاکہ اللہ کے فضلوں کو سمیٹنے والا ہو، برائیوں سے بچنے والا ہو، خدا کے حکموں پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرنے والا ہو۔ اگر آپ نے ان باتوں پر عمل کرلیا تو آپ کی اولادیں محفوظ ہوجائیں گی، آپ کے گھر برکت سے بھر جائیں گے۔ آپ کی جماعت کی ترقی کی رفتار کئی گنا ہوجائے گی۔

اللہ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ آپ مثالی احمدی بن جائیں۔ مرد بھی آپ سے نمونہ حاصل کرنے والے ہوں۔ اور آپ کا شمار ان عورتوں میں ہو جو انقلاب کا باعث بنتی ہیں۔ اللہ آپ کو آسان انقلاب لانے کا باعث بنائے۔ آمین۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب ڈیڑھ بجے تک جاری رہا جو MTA پر LIve نشر ہوا۔ کریول زبان میں ساتھ ساتھ اس کا رواں ترجمہ عزیزہ ناھید Kussa صاحبہ کو پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور ظہر و عصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی

MOT
Cars: £38 Vans: £40
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

ماریشس کے ڈیفنس سیکرٹری سے ملاقات

بعد دوپہر حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ سوا پانچ بجے سہ پہر حضور انور اپنی رہائشگاہ سے روانہ ہوکر جلسہ گاہ تشریف لائے۔ ماریشس کے ڈیفنس سیکرٹری Mr. Seebaluck حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور حضور انور کو ماریشس آنے پر خوش آمدید کہا اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ ماریشس کی خوش نصیبی ہے کہ آپ جیسی شخصیت نے ماریشس کی سرزمین پر قدم رکھا ہے۔

ڈیفنس سیکرٹری نے حضور انور کی خدمت میں ماریشس کے اقتصادی حالات بہتر ہونے کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضور انور نے فرمایا کہ آج کل ٹورسٹ انڈسٹری بڑھ رہی ہے۔ نئے مقامات پر ٹورسٹ کی دلچسپی ہو تا کہ زیادہ آئیں۔ کاٹن اگائیں اور درخت لگائیں تا کہ زیادہ لکڑی مہیا ہو۔

حضور انور نے فرمایا: انڈیا، کمپیوٹر انڈسٹری میں بہت آگے بڑھا ہے۔ پاکستان میں بھی کوشش جاری ہے۔ ماریشس کو بھی اس میدان میں آگے بڑھنا چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر ماریشس کی حکومت میں سیاسی استحکام ہوتو بہت ترقی کرسکتی ہے۔ حضور کے یہاں قیام کے دوران سہولیات دئے جانے کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے مجھے سہولیات دی ہیں یہ میری توقع سے بڑھ کر ہیں۔

حضور نے فرمایا: مَیں دعا کروں گا۔ آپ کے وزیر اعظم ملک سے باہر ہیں۔ ان سے ابھی ملاقات نہیں ہوئی۔ جو تجاویز دی ہیں ان کے سامنے بھی رکھیں۔

ملاقات کے آخر پر ڈیفنس سیکرٹری نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی۔

فیملی ملاقاتیں

اس کے بعد پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو رات ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہیں۔ ماریشس کی سات جماعتوں New Grove، Montagne Blanche، Phoenix، Triolet، Stanley، Montagne Longue اور Union Park کی 30 فیملیز کے 317 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بنوانے کی بھی سعادت حاصل کی۔

فیملی ملاقاتوں کے بعد ساڑھے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد مکرم بشارت احمد نوید صاحب مبلغ ماریشس نے سات نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دوران تشریف فرما رہے اور آخر پر دعا کروائی۔ دعا کے بعد جن فیملیز کے نکاح ہوئے تھے انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف مصافحہ حاصل کیا جس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِی نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

اخبارات میں کوریج

آج ملک کے مختلف اخبارات نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ماریشس میں آمد، جلسہ میں شرکت اور جلسہ کے انعقاد کے حوالہ سے خبریں اور آرٹیکل شائع کئے۔

❁...... حکومت کے روزنامہ اخبار "Le Matinal" نے اپنی 3 ردسمبر 2005ء کی اشاعت میں لکھا کہ:

"احمدیہ مسلم جماعت ماریشس کا جلسہ سالانہ جمعہ 2 ردسمبر سے Triani میں واقع جلسہ گاہ میں شروع ہوگیا ہے۔ یہ جلسہ تین روز تک جاری رہے گا۔ اس جلسہ میں تین ہزار سے زائد افراد شرکت کررہے ہیں۔ اس جلسہ سالانہ میں جماعت احمدیہ کے پانچویں سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ جو 11 ردسمبر تک ماریشس میں ہوں گے شرکت کررہے ہیں۔

اخبار نے MTA (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) کے بارہ میں لکھا کہ یہ چینل جماعت کے ممبران کی تربیت اور اسلام کے پیغام کو پھیلانے کے لئے ہے۔ اس کی نشریات 24 گھنٹے کی ہیں جو دنیا کی سات مختلف زبانوں میں براہ راست نشر ہوتی ہیں۔ یہ اپنی نوعیت کا دنیا میں واحد اسلامی چینل ہے۔ یہ چینل ہر جمعہ کے روز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ براہ راست مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اور اس چینل کی نشریات 150 سے زائد ممالک میں دیکھی جارہی ہیں۔ اس کا سارا خرچ افراد جماعت کی مالی قربانیوں کے نتیجہ میں پورا ہوتا ہے۔

اخبار نے جماعت کے آغاز کے بارہ میں لکھا کہ احمدیہ مسلم جماعت کا آغاز 1889ء میں حضرت مرزا غلام احمد (علیہ السلام) نے انڈیا کے صوبہ پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں "قادیان" میں کیا تھا۔ جماعت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام دنیا کے لئے مسیح اور مسلمانوں کے لئے وہی مہدی ہیں جن کا انتظار کیا جارہا ہے۔ جماعت کا خوبصورت پیغام محبت اور امن کا پیغام ہے۔

جماعت کے افریقہ میں تقریباً 400 سکول انسانیت کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اسی طرح اسلامی تعلیم پر مشتمل مکمل ویب سائٹ "الاسلام" پر ہر قسم کی معلومات فراہم کررہے ہیں۔ جلسہ اتوار کو اختتام پذیر ہوگا۔

❁...... ایک دوسری اخبار "Le Mauricien" نے اپنی 3 ردسمبر 2005ء کی اشاعت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر شائع کرتے ہوئے "ماریشس میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ" کے عنوان کے تحت لکھا کہ:

"گزشتہ روز سے جماعت احمدیہ ماریشس کا سالانہ جلسہ Triano میں واقع جلسہ گاہ میں شروع ہوگیا ہے۔ اس مرتبہ اس جلسہ کی خصوصیت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے پانچویں امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 4 ردسمبر تک اس جلسہ میں رونق افروز ہوں گے۔ قریباً تین ہزار افراد اس جلسہ سالانہ میں شریک ہوئے۔

احمدیہ کمیونٹی کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے 1889ء میں رکھی۔ پہلا جلسہ سالانہ 1891ء میں انڈیا میں شروع ہوا۔ جس میں 75 افراد نے شرکت کی۔ ہر ملک جہاں جماعت قائم ہے وہاں اس قسم کا جلسہ منعقد کیا جاتا ہے۔ ماریشس میں جماعت 1915ء میں قائم ہوئی۔ اور یہاں جماعت کی 14 مساجد ہیں اور پانچ ہزار کے قریب ممبر ہیں۔ جماعت دنیا کے 178 ممالک میں پھیل چکی ہے۔

اخبار نے مزید لکھا کہ اس جلسہ کا مقصد علم میں اضافہ اور اس مادّی دور میں تین دن مکمل روحانی علم حاصل کرنا، ممبران کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنا اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کو دعوت دے کر ان سے بات چیت کرنا ہے۔

اخبار نے جماعت احمدیہ ماریشس کے نمائندہ کے حوالہ سے مزید لکھا کہ پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد 2003ء میں خلیفہ منتخب ہوئے۔ ان کا دورۂ ماریشس ہماری کوششوں اور کاموں میں نئی روح پھونکے گا۔ اور ہماری جماعتی مصروفیات کو آگے بڑھائے گا۔ اس سے قبل چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد 1971ء، 1988ء اور 1993ء میں ماریشس کا دورہ کرچکے ہیں جبکہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ پہلا دورہ ہے۔

آپ ماریشس کے صدر مملکت Hon.Sir Anerood Jagnauth اور نائب صدر Hon.Raouf Bundhun سے ملاقات کرچکے ہیں۔

جماعت کے جلسہ میں دوسرے ممالک Moyotte، Reunion، Rodrigues، Madagascar، Seychelles، India، France، U.K.، South Africa اور Comorose کے نمائندوں نے شرکت کی۔

اس اخبار نے مزید لکھا کہ جماعت کا اپنا سیٹلائٹ ٹی وی چینل ہے جو دنیا کے 150 ملکوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ جس کی نشریات 24 گھنٹے کی ہیں۔ خلیفۃ المسیح کے خطبات جمعہ اس ٹی وی چینل پر مختلف زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ Live نشر ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 11 ردسمبر تک ماریشس میں قیام کریں گے۔

اخبار "Le Matinal" اور اخبار "Le Mauricien" دونوں ملک کے نیشنل اخبار ہیں اور سارے ملک میں پڑھے جاتے ہیں۔ ان اخبارات اور ملک کے نیشنل ٹی وی کی خبروں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کی آمد کے بارہ میں سارے ملک کے عوام تک پیغام پہنچا ہے۔ الحمدللہ

(باقی آئندہ شمارہ میں)

نمازوں کی حفاظت ہر احمدی کی ذمہ داری ہے

"ہر احمدی خاص توجہ کرے کہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہے تا کہ اللہ کے فضلوں کو سمیٹنے والا ہو، برائیوں سے بچنے والا ہو، خدا کے حکموں پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرنے والا ہو۔ اگر آپ نے ان باتوں پر عمل کرلیا تو آپ کی اولادیں محفوظ ہوجائیں گی، آپ کے گھر برکت سے بھر جائیں گے۔ آپ کی جماعت کی ترقی کی رفتار کئی گنا ہوجائے گی"۔

(ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

بقیہ: مکرم مولوی بشارت احمد بشیر صاحب کا ذکر خیر از صفحہ نمبر 10

فاضل وزیر نے محترم بشارت صاحب سے ان کی رائے پوچھی تو آپ نے فرمایا: 'جماعت احمدیہ نے یہ سکول، اللہ تعالیٰ کی خاطر ملک کی خدمت کے لئے کھولے ہیں۔ اگر حکومت سمجھتی ہے کہ ان سکولوں کو اپنی تحویل میں لینے سے عوام کو زیادہ فائدہ ہے تو حکومت بے شک یہ سکول واپس لے لے۔ ہمیں کوئی پیسہ واپس نہ دے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا'۔

اس خوبصورت جواب سے وزیر بے حد متاثر ہوا جبکہ عیسائی حضرات اپنی جگہ بے حد شرمندہ ہوئے۔ اگرچہ حکومت بعض وجوہات کی وجہ سے اپنے اس فیصلہ پر عمل درآمد نہ کرسکی مگر اس موقع پر مکرم بشارت احمد بشیر صاحب کا یہ جواب تا قیامت سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

مکرم بشارت احمد بشیر صاحب کا احسان تھا کہ ان کی تحریک پر مجھے مرکز آکر تعلیم حاصل کرنے کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت موجود، حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ، حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، حضرت یعقوب علی عرفانی صاحبؓ، حضرت زین العابدین صاحبؓ اور مکرم ملک سیف الرحمان صاحب، مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری جیسے جیّد علماء کی صحبت میں رہنے کی توفیق ملی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنی تعلیم مکمل کرنے پر بطور مبلّغ خدمت دین کرنے کی توفیق ملی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مجلس انصار اللہ کی ایک میٹنگ میں میری طرف اشارہ فرماتے ہوئے میری والدہ کا ذکر یوں فرمایا۔ "اس خاتون نے بڑے اخلاص سے اپنے خرچ پر اپنے بیٹے کو وقف کرکے یہاں مرکز بھجوایا ہے۔" اللہ تعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ جنّت نصیب کرے اور آپ کی تربت پر اپنے فضل وکرم کی بارشیں نازل فرمائے۔ آمین

آپ 1991ء میں شدید بیمار تھے۔ خاکسار اس سال جلسہ سالانہ قادیان پر گیا۔ شدید خواہش تھی کہ ربوہ جاکر ان سے ملوں مگر حالات کچھ اس طرح بنے کہ یہ خواہش نہ پوری ہوسکی۔ آج بھی یہ حسرت دل سے اکثر اٹھتی ہے کہ کاش میں ربوہ جاکر ان سے ملاقات کر لیتا۔ اسی بیماری ہی میں آپ کی وفات ہوگئی تھی۔

جملہ قارئین سے گزارش ہے کہ ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مولانا بشارت احمد صاحب بشیر (مرحوم) کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت لبید بن ربیعہ العامریؓ

ماہنامہ ''انصار اللہ'' ربوہ جنوری 2005ء میں حضرت لبید بن ربیعہ العامریؓ کے بارہ میں مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب کا مضمون شامل اشاعت ہے۔

ایک محفل شعر وسخن میں عرب کے ممتاز ترین شعراء اپنا کلام پیش کر رہے تھے۔ ایک شاعر جب اپنا کلام پڑھتے پڑھتے اس شعر پر پہنچا کہ

أَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَاخَلَا اللّٰه باطِلٌ

(غور سے سنو! اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے)

تو جھٹ ایک ایسا نوجوان داد کے لئے اُٹھا جس کے دل میں شعراء شاعر سے زیادہ ''اللہ'' سے محبت اور ایمان کا جذبہ ہے۔ چنیدہ اشخاص کی محفل میں مہمان شاعر کو ایک نوجوان کا داد دینا کچھ اچھا نہ لگا۔ تاہم جب اُس نے دوسرا مصرعہ پڑھا کہ

وکُلُّ نَعِیْمٍ لَا مَحَالَۃَ زَائلٌ

(ہر نعمت اور آسائش لامحالہ زائل ہو جانے والی ہے)

تو وہی نوجوان دوبارہ اٹھا اور بولا کہ جنت کی نعمتیں کبھی زائل ہونے والی نہیں وہ تو ہمیشہ رہیں گی۔

اب اس شاعر سے رہا نہ گیا۔ کہنے لگا کہ میں اب کلام نہیں پڑھوں گا، کیا میرے کلام کو سمجھنے اور پرکھنے کے لئے اب یہ نوجوان اور لونڈے ہی رہ گئے ہیں۔ حاضرین مجلس بھی اپنے چوٹی کے شاعر اور مہمان کی یہ ''توہین'' برداشت نہ کر سکے اور مار مار کر اُس نوجوان کی ایک آنکھ ضائع کر دی۔ یہ نوجوان حضرت عثمان بن مظعونؓ تھے اور یہ شاعر لبید بن ربیعہ العامریؓ تھے جو عرب کے ''فحول الشعراء'' یعنی Champions میں سے ایک تھے۔ جن سات یا دس شعراء کا کلام خانۂ کعبہ میں معلّق تھا ان میں ایک لبید تھے۔

آپ کا نام لبید، ابوعقیل کنیت، زمانہ جاہلیت کے ممتاز ترین شاعروں میں شمار ہوتا تھا۔ بنوکلاب کے وفد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا اور پھر کوفہ چلے گئے اور تادمِ وفات وہیں رہے۔ حضرت معاویہؓ کے ابتدائی زمانہ میں 157 سال کی عمر میں وفات میں ہوئی اور بنوجعفر کلاب کے صحراء میں دفن ہوئے۔ آپؓ کے والد ربیعہ اپنے قبیلہ کے بڑے فیاض اور غریب لوگوں میں سے تھے۔ اسی فیاضی کی وجہ سے ''ربیع المقترین'' کا لقب حاصل کیا۔ لبید میں خود بھی یہ وصف بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں یہ قسم کھائی ہوئی تھی کہ جب بادِصبا چلے گی تو جانور ذبح کر کے لوگوں کو کھلائیں گے اور اس عہد پر ہمیشہ قائم رہے۔ چنانچہ کوفہ کے قیام کے دوران جب انکی مالی حالت ایسی نہ تھی کہ اس پر عمل کر سکتے تو وہاں کے لوگ آپؓ کے اس عہد کا پاس کرتے ہوئے بہت سارے اونٹ وغیرہ آپؓ کے پاس جمع کر دیتے اور لبیدؓ انہیں ذبح کر کے اپنا عہد پورا کرتے۔

لبیدؓ زمانہ جاہلیت کے مشاعروں کے صدرنشین ہوا کرتے تھے اور دیگر شعراء آپ کی شاعری کا لوہا مانتے تھے۔ عرب کے ایک نامور شاعر فرزدق کے سامنے ایک مرتبہ لبید کا یہ شعر جب پڑھا گیا تو وہ سجدہ میں گر گیا:

وَجَلَا السیُّولُ عَنِ الطلولِ

کأنَّھازُبُرٌ تُجِدّ مُتُو نَھا أقْلَامُھَا

یعنی اس سیلاب نے ٹیلوں کو اس طرح صاف کر دیا ہے گویا وہ ٹیلے کتاب کے صفحات ہیں جن کے متن کو قلم نے درست کیا ہو۔ پھر لوگوں سے کہنے لگا کہ میں شاعری کے مقامِ سجود کو پہچانتا ہوں۔

لیکن لبیدؓ کی شاعری کی قدرومنزلت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ لبیدؓ کے ایک مشہور قصیدہ کا پہلا شعر یوں ہے:

عَفتِ الدّیارُ مَحلُّھَا وَمَقَامُھَا

بِمنًی تَابَّد غُولُھَا فَرِجَامُھَا

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جب ایک زلزلہ اور اس کے زمانے میں آنے والی ہولناک اور ویران کر دینے والی تباہیوں کی پیشگوئی کرنا چاہی تو لبید کے اس قصیدہ کا پہلا مصرعہ الہام کیا **عَفتِ الدّیارُ مَحلُّھَا وَمَقَامُھَا۔** حضرت مسیح موعودؑ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اب یاد رہے کہ وحی یعنی **عَفتِ الدّیارُ مَحلُّھَا وَ مَقَامُھَا** یہ وہ کلام ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے خدا تعالیٰ نے لبید بن ربیعہ العامری کے دل میں ڈالا تھا جو اس کے قصیدہ کا اوّل مصرعہ ہے جو سبعہ معلّقہ کا چوتھا قصیدہ ہے۔ اور لبید نے زمانہ اسلام کا پایا تھا اور مشرف بہ اسلام ہو گیا تھا...... اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کے کلام کو یہ عزت دی کہ جو آخری زمانہ کی نسبت ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ ایسی ایسی تباہیاں ہونگی جن سے ایک ملک تباہ ہو گا وہ اسی کے مصرعہ کے الفاظ میں بطور وحی فرمائی گئی جو اس کے منہ سے نکلی تھی۔''

کسی شاعر کے کلام کو وحی الٰہی میں داخل کرنے پر تعجب سے متعلق حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

''یہ تعجب سخت نادانی ہے...... وہ کلام جو عبداللہ بن ابی سرح کے منہ سے نکلا تھا یعنی **فَتَبَارَکَ اللّٰہ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْن** وہی قرآن شریف میں نازل ہوا جس کی وجہ سے عبداللہ بن سرح مرتد ہو کر مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ کے کلام کا ایک مرتد کے کلام سے توارد ہوا تو اس سے کیوں تعجب کرنا چاہئے کہ لبید جیسے مسلمان بزرگوار کے کلام سے اس کے کلام کا توارد ہو جائے۔ خدا تعالیٰ جیسے ہر چیز کا وارث ہے ہر ایک کلام کا بھی وارث ہے اور ہر ایک پاک کلام اُسی کی توفیق سے منہ سے نکلتا ہے۔ اور لبید کے فضائل میں سے ایک یہ بھی تھا کہ جو اس نے نہ صرف آنحضرت ﷺ کا زمانہ پایا بلکہ ترقیات اسلام کا خواب دیکھا اور 141ھ میں ایک سوستاون برس کی عمر پا کر فوت ہوا۔''

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی جب بیمار ہوئے اور حضورؑ نے جب آپؓ کی زندگی کے لئے بہت زیادہ دعائیں کیں تو خدا تعالیٰ نے الہاماً آپ کو خبر دی کہ حضرت مولوی صاحب کی موت تقدیر مبرم ہے۔ تب جو الہام ہوا وہ لبیدؓ کے کلام ہی کا ایک مصرعہ تھا جو اسی قصیدے کے ایک شعر کا دوسرا مصرعہ تھا:

اِنَّ الْمَنَایَا لَا تَطِیْشُ سِھَا مُھَا

(یعنی موتوں کے تیر خطا نہیں جاتے)

لبیدؓ بن ربیعہ کی یہ خوش نصیبی بھی کیا کم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی آپ کے اشعار کو پسند کیا اور ایک مصرعہ پر تو یوں داد دی کہ ''**أَصْدَقُ کَلِمَۃٍ قَالَھا شَاعِرٌ کَلِمَۃُ لَبِیْدٍ**'' شعراء کے کلام میں سب سے سچا کلام لبید کا یہ کلام ہے اور پھر وہ مصرعہ بھی پڑھا جس میں اس نے کہا ہے۔ **أَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَاخَلَا اللّٰہ باطِلٌ۔**

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ لبیدؓ کی اس خوش بختی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''آنحضور ﷺ نے بہت کم شعراء کو پسند فرمایا ہے، ان کے شعر پر کوئی داد دی ہے۔ کئی ایسے خوش نصیب ضرور ہیں جن کے قصائد پر آنحضور ﷺ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ ...... لیکن ایسا شعر جس کے متعلق آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ کبھی کسی شاعر نے اس سے زیادہ سچی بات نہیں کی کہ بے اختیار دل سے داد اُٹھتی ہے اور وہ لبید کا شعر ہے۔ لبید کہتا ہے **أَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَاخَلَا اللّٰہ باطِلٌ** خبردار غور سے سن لو، اللہ کے سوا ہر دوسری چیز باطل ہے۔ ایک ہی حق ہے۔ آنحضرت ﷺ کے عشق الٰہی کہ نتیجہ میں یہ شعر ایسا دل پر لگا ہے کہ بے اختیار دل سے داد اٹھی ہے کہ واہ واہ کلام ہے کہ کبھی شاعر نے اس سے زیادہ سچی بات نہیں کی۔ ...... ایک مستقبل میں بھی اس کے معنی ہیں۔ سب تعلق بیکار چلے جائیں گے، کوئی ساتھ نہیں دے گا صرف ایک اللہ کا تعلق ہے جس کے ساتھ باقی سفر ہیں ہمیشگی کے سفر ہیں۔ سو اُس کی طرف دوڑو...... تو یہ چونکہ ایک گہرا عارفانہ مضمون تھا اس لئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے ایسی داد دی جیسی کبھی کسی شاعر کو داد نہیں ملی اور بڑا ہی خوش نصیب ہے لبید کہ سب سے زیادہ عارف باللہ نے اس کو داد دی ہے...... سب سے زیادہ عارف باللہ اور سب سے زیادہ صاحبِ ذوق انسان جس پر وہ کلام نازل ہوا جس سے زیادہ فصیح و بلیغ کلام اَور کوئی نہ تھا جس کو خود کلام پر وہ قدرت نصیب ہوئی کہ تمام اہل علم پکار اُٹھے کہ رسول اللہ ﷺ اَفصح العرب بعد کلام اللہ ہیں کہ کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ فصیح و بلیغ انسان حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ تھے، اس پر آپؐ نے داد دی ہے لبید کو ایک شعر پر، میں نے تو جب یہ پڑھا تو میں سر دُھننے لگا اس بات پر کہ کیا شان ہے لبید کی، بَخٍ بَخٍ لبید کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے داد پائی''۔

ایک واقعہ لبیدؓ کی صفائی قلب و ذہن اور علم و عرفان کی عکاسی کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ فرمائش کی کہ اپنا کچھ کلام لکھ بھیجیں۔ جواب میں انہوں نے سورۃ البقرہ اور آل عمران کی آیات بھیجتے ہوئے کہا کہ خدا نے جب سے مجھے ان سورتوں سے نوازا ہے تو معانی وعرفان کی یہ دولت پالینے کے بعد میں نے شعر کہنا چھوڑ دیا ہے۔ یہ لبیدؓ کے عرفان کا ایک رنگ تھا۔ ایک داد تھی۔ حضرت عمرؓ جو خود بھی سخن شناس اور شعر کہنے والے تھے، انہیں بھی لبیدؓ کی یہ ادا پسند آئی اور اتنی پسند آئی کہ آپؓ کا وظیفہ دوگنا کر دیا۔

محترم محمد زمان خان صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3 جنوری 2005ء میں مکرمہ بشریٰ صاحبہ اپنے والد محترم محمد زمان خانصاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ میرے ابا جان ایک سیدھے سادھے درویش صفت انسان تھے۔ ہری پور ہزارہ کے رہنے والے تھے۔ 1952ء میں احمدیت قبول کی تو قبیلے والوں نے بہت مخالفت کی۔ آپ کی پہلی بیوی کے والدین نے جرگہ میں طلاق کا مقدمہ دائر کر دیا۔ جرگہ میں تقریباً دوسو آدمی تھے۔ فتویٰ دینے والے عالم سے جب آپ نے قرآنی دلیل سے بات کی تو اُسی عالم کا بیٹا اپنے والد کو کہنے لگا کہ اباتم فتوے ہی لگا سکتے ہو، دلیل سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ جرگہ کے نتیجہ میں ظاہری مخالفت کم ہوگئی اور ان کی بیوی نے بھی یہ کہہ کر ان کا ساتھ دیا کہ اصل مسلمان تو یہی ہیں جنہوں نے مجھے قرآن پاک پڑھایا اور نماز سکھائی۔ پھر دونوں میاں بیوی لاہور آ گئے۔ یہاں اِن کی بیوی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا لیکن دونوں ماں بیٹا چند دنوں میں فوت ہو گئے۔ اس پر آپ بہت پریشان ہوئے کیونکہ رشتہ دار کہتے تھے کہ اسے مرتد ہونے کی سزا ملی ہے۔ تاہم آپ کو خدا تعالیٰ نے ایمان پر قائم رکھا۔

آپ کے جو بھائی کہتے تھے کہ یہ بے اولاد مرے گا، اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ ان بھائیوں کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ لیکن آپ کی دوسری شادی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے پانچ بیٹیاں اور تین بیٹے عطا کئے جو سب صاحب اولاد ہیں۔

محترم محمد زمان خان صاحب 17/اپریل 2004ء کو بعمر 80 سال لاہور میں وفات پا گئے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 12 جنوری 2005ء میں شامل اشاعت مکرم مبارک احمد عابد صاحب کی ایک غزل سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

سب ہیں تمنائی وہ آئے تم بھی ہو اور ہم بھی ہیں
مَن میں اک یہ جوت جگائے تم بھی ہو اور ہم بھی ہیں
جس میں نور کی بارش بھی ہے آسمان کا پانی بھی
اس بادل کے سائے سائے تم بھی ہو اور ہم بھی ہیں
یہ اس چاند کی مرضی ہے وہ کس آنگن میں اترے گا
اپنی آس کا دیپ جلائے تم بھی ہو اور ہم بھی ہیں
کچھ بھی نہیں ہے عابد تو کیوں محفل کے آئینوں میں
ان کو دیکھ کے کچھ شرمائے تم بھی ہو اور ہم بھی ہیں

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 | Friday December 23 , 2005 | Issue No. 51

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ ماریشس کی مختصر جھلکیاں

جماعت احمدیہ ماریشس کے 44ویں جلسہ سالانہ کا خطبہ جمعہ سے افتتاح

Rose Hill، Trefles، Quatre Bornes، Curepipe، New Grove، Montagne Blanche، Phoenix، Triolet، Stanley، Montagne Longue اور Union Park کی جماعتوں کے علاوہ Mayotee Is، Madagascar اور Rodrigues سے آنے والے وفود اور احباب جماعت کی حضور انور سے انفرادی واجتماعی ملاقاتیں۔

اپنی نمازوں کو سنوار کر ادا کریں۔ آپ کی نمازیں اور دعائیں آپ کے بچوں کی تربیت کی ضمانت بن جائیں گی۔

جلسہ سالانہ ماریشس کے دوسرے روز لجنہ اماء اللہ سے خطاب میں نہایت اہم نصائح

(ماریشس کے ڈیفنس سیکرٹری سے ملاقات - اخبارات میں دورہ کی کوریج)

(رپورٹ :عبدالماجد طاھر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

02/دسمبر 2005ء بروز جمعۃ المبارک:

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد دارالسلام روز ہل (Rose Hill) تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

صبح حضور انور ایدہ للہ تعالیٰ مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ آج جمعۃ المبارک اور ماریشس کے 44ویں جلسہ سالانہ کے افتتاح کا دن تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے ساڑھے بارہ بجے اپنی رہائش گاہ سے جلسہ گاہ کے لئے روانہ ہوئے۔ بارہ بجکر 55 منٹ پر حضور انور جلسہ گاہ پہنچے جہاں پروگرام کے مطابق سب سے پہلے پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لوائے احمدیت لہرایا جب کہ امیر صاحب جماعت احمدیہ ماریشس نے ماریشس کا قومی پرچم لہرایا۔ بعدازاں حضور انور نے دعا کروائی۔ اس کے بعد حضور انور مردانہ مارکی میں تشریف لے آئے جہاں ایک بجے حضور انور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

آج کا دن جماعت احمدیہ ماریشس کی تاریخ میں کئی لحاظ سے نہایت اہمیت کا حامل ایک تاریخی دن ہے۔ ماریشس کی تاریخ میں یہ ان کا پہلا ایسا جلسہ سالانہ ہے جس میں کسی بھی خلیفۃ المسیح نے شرکت فرمائی ہے۔ پھر ان کا یہ پہلا ایسا جلسہ سالانہ ہے جو دنیا بھر میں MTA پر Live نشر ہوا ہے۔ پھر ملک ماریشس دنیا کا کنارہ کہلاتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا الہام کہ ”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ آج ایک نئی شان کے ساتھ پورا ہوا ہے کہ خلیفۃ المسیح کی آواز دنیا کے اس ایک کنارہ سے دنیا کے تمام ممالک میں اور دنیا کے تمام دوسرے کناروں تک پہنچی ہے۔ جب کہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔

خطبۂ جمعہ

اس تاریخی جلسہ سالانہ کا افتتاح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کے ساتھ ہوا۔ حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ التوبہ کی آیت 119 کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماریشس کا چوالیسواں جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے اور یہ جلسہ جماعت کی روحانی اور دینی ترقی میں ایک سنگ میل ثابت ہو۔

حضور انور نے فرمایا: ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت احمدیہ کے جلسوں کے خاص مقاصد ہوتے ہیں اور سب سے بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کرنا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے یہ دن آپ لوگ دعاؤں میں اور عبادت میں گزارنے کی کوشش کریں۔ اگر یہ مقصد آپ نے حاصل کرلیا اور پھر اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کی تو سمجھیں آپ نے جلسہ کا مقصد حاصل کرلیا۔ پس ان دنوں میں خاص طور پر اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں اور ان تین دنوں میں آپ کو خود بھی اور آپ کے دوستوں اور عزیزوں کو یہ احساس ہو کہ آپ نے ان دنوں میں پاک تبدیلی پیدا کی ہے۔

حضور نے فرمایا: اگر یہ پاک تبدیلیاں پیدا نہیں ہو رہیں اور آپ کے نیکی اور تقویٰ کے معیار نہیں بڑھ رہے تو پھر اس جلسہ میں شمولیت بے فائدہ ہے۔ کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑا واضح طور پر فرمایا ہے کہ یہ جلسے کوئی دنیاوی میلے نہیں ہیں جہاں لوگ جمع ہوں۔ آپس میں ملیں جلیں، شور شرابہ کریں، نعرے بازی ہو اور بس۔

حضور نے فرمایا: اگر نعرے کا جوش آپ کے اندر پاک تبدیلی پیدا نہیں کر رہا تو یہ نعرے بے فائدہ ہیں۔ اگر تقریریں سن کر آپ میں صرف وقتی جوش پیدا ہو رہا ہے اور جلسہ گاہ سے باہر نکل کر اسی جگہ کھڑے ہوں جہاں آپ پہلے تھے اور روحانی ترقی میں قدم بڑھانے والے نہ ہوں تو غور کرنا چاہئے کہ ہم کیوں جلسہ میں شامل ہوئے اور یہ غور کرنا چاہئے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہم سے کیا چاہتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر ان شرائط پر بیعت کی ہے جو صرف اور صرف خدا تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی طرف لے جاتی ہیں اور ہم نے ان شرائط پر بیعت کی ہے جو صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے والی ہیں۔ اگر یہ احساس پیدا نہیں ہوتا تو احمدی ہونا بے فائدہ ہے بلکہ اپنے آپ کو گنہگار بنانے والی بات ہے بلکہ اس کے ساتھ اپنے آپ کو بے مقصد دنیاوی عبادت میں گرفتار کرنے والی بات ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: یہاں بھی آپ کو دوسرے مسلمانوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے۔ خدا کے فضل سے آپ کی اکثریت خدا کا تقویٰ دل میں اختیار کرتے ہوئے اللہ کی خاطر احمدیت کی وجہ سے آنے والی مشکلوں اور مخالفتوں کو برداشت کرتی ہے اور آپ اللہ کے فضلوں کے وارث ٹھہرتے ہیں۔ لیکن جو احمدیت قبول کرنے کے بعد بھی اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کر رہے وہ بلا وجہ ان مخالفتوں کو اپنے سَر مول لے رہے ہیں اور اس طرح خدا کے فضلوں کے وارث نہیں ٹھہر رہے۔

حضور نے فرمایا: پس پاک تبدیلیوں کو اپنے اندر پیدا کرنے کے جذبہ کو آپ نے آگے بڑھانا ہے، اس کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے ہیں، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے ہیں، آپس میں محبت اور بھائی چارہ کی فضا قائم کرنی ہے۔

حضور نے فرمایا: جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ ایک جگہ ٹھہرنا نہیں بلکہ آگے سے آگے بڑھنا ہے۔ خدا کا بھی حکم ہے کہ تمہاری زندگیوں کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَات، تم نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ جب تم نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو گے تو نیکیوں کے اعلیٰ معیار قائم کر رہے ہوگے اور یہ تبھی ہوگا جب تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو گے۔ پس ان دنوں میں خدا کا خوف دلوں میں رکھتے ہوئے، تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے، تقویٰ میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔

حضور نے فرمایا: آپ احمدی لوگ بہت خوش قسمت لوگ ہیں جو اس زمانے کے امام کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے بنے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم پر عمل کرنے والے بنے کہ جب مہدی کا ظہور ہو تو اس کو مان لینا خواہ تم کو برف کے تودوں پر گھٹنوں کے بل چل کر جانا پڑے تو جانا اور اس کو میرا سلام کہنا۔ پس آپ کو اپنے احمدی ہونے پر فخر اور ناز ہونا چاہئے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور حکم پر ایمان لانے والے ہیں لیکن یہ ایمان کامل تب ہوگا جب آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق کے حکم پر عمل کر رہے ہوں گے۔ ان نصائح پر عمل کر رہے ہوں گے جو آپ نے قرآن کریم اور سنت نبویؐ کو صحیح طور پر سمجھ کر ہمیں دی ہیں۔

حضور نے فرمایا: آج حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے زیادہ قرآن وسنت کو سمجھنے والا کوئی نہیں کیونکہ آپؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم وعدل کہہ کر بتا دیا کہ یہی وہ شخص ہے جس کو قرآن وسنت کا سب سے زیادہ ادراک ہے۔ اس لئے کسی بھی چیز کی یہ شخص جو تشریح کرے گا وہ صحیح ہوگی۔ جس تعلیم کو یہ تم میں رائج کرے گا وہی خدا کے ساتھ ملانے والی تعلیم ہوگی۔

حضور انور نے فرمایا: پس اب جب آپ نے اس صادق کے ساتھ تعلق جوڑا ہے تو اپنے اس تعلق کو مضبوط کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسی جماعت بنانا چاہتے تھے ویسی جماعت بنانے کی کوشش کریں۔ دنیا کو بتا دیں کہ تم ہمیں مسلمان سمجھو یا غیر مسلم سمجھو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اس صادق کو پالیا اور اس کی جماعت میں شامل ہوگئے اور اب ہم ہی ہیں جن سے اسلام کی آئندہ تاریخ بننی ہے۔ اس لئے ہم تمہیں بھی کہتے ہیں کہ آؤ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق کی جماعت میں شامل ہو کر اپنی دنیا وآخرت سنوار لو۔

حضور نے فرمایا: آپ لوگ جو اس چھوٹے سے جزیرے میں رہتے ہیں آپ کی ایک بات مجھے بہت اچھی لگی ہے کہ آپ نے مساجد بنانے کی طرف توجہ دی ہے اور چھوٹی چھوٹی جگہوں پر بھی مساجد بنائی ہیں۔ ان مساجد کو نیک، پاکباز نمازیوں سے بھرنا ہے۔ عمارتیں بنانا ہمارا مقصد نہیں بلکہ عبادالرحمٰن پیدا کرنا ہمارا مقصد ہے۔

حضور نے فرمایا: نمازیں پڑھو گے تو خدا کا فضل حاصل کرو گے اور خدا کے فضل کے نتیجہ میں برکتیں حاصل ہوں گی۔

حضور نے فرمایا: اللہ آپ کو نیکیاں اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ جلسہ بے شمار برکتوں کا حامل بن جائے اور آپ میں سے ہر ایک اس جلسہ کی برکات سے فائدہ اٹھانے والا ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطبہ جمعہ دو پہر دو بجے تک جاری رہا۔ اس خطبہ کا ساتھ ساتھ کریول زبان میں ترجمہ مکرم امین جواہر صاحب امیر جماعت احمدیہ ماریشس نے پیش کیا۔ خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے نماز جمعہ ونماز عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے حضور انور واپس اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ بعد سہ پہر حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

فیملی ملاقاتیں

ساڑھے پانچ بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ سے جلسہ گاہ کے لئے روانہ ہوئے۔ پانچ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور جلسہ گاہ پہنچے جہاں فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج ماریشس کی چار جماعتوں Rose Hill، Trefles، Quatre Bornes اور Curepipe کے

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں